فنِ شاعری
علامہ اخلاق حسین دہلوی
کتب خانہ انجمن ترقی اردو
۲۱۸۱ - اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

فنِ شاعری

مصنّف

علامہ اخلاق حسین دہلوی

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی ۶

نام کتاب .... فن شاعری
مصنف .... علامہ اخلاق حسین دہلویؒ
صفحات ۱۶۰
مطبع .... ایم۔کے۔آفسیٹ پرنٹرز، دہلی
تعداد .... ایک ہزار
طبع اوّل ۱۹۵۴ء
طبع دہم .... جدید ایڈیشن ۲۰۰۶ء
قیمت .... ۷۰ روپے

Fan-e-Shairee
by
Allama Akhlaq Hussain Dehlvi

First Edition: 1954 Tenth Edition: 2006
Pages-160 Price: Rs70/-
Printed at: M.K. Offset Printers Delhi

Published by
کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی ۶
Kutub Khana Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu
4181, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-10006 Ph-23276526
Email-kkatu@indiatimes.com

﴿ فہرست ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

۱۔ پیش نظر کتاب فن شاعری دراصل ترجمہ حدائق البلاغۃ کے حدیقہ سوم وچہارم (علم عروض وعلم قافیہ) کی تسہیل ہے۔ تسہیل سے مراد یہ ہے کہ اقتضائے حال کے مطابق توضیح طلب امور کی تشریح کر دی گئی ہے حسب ضرورت اضافہ و ترمیم کو بھی روا رکھا گیا ہے ورنہ عموماً اختصار و جامعیت سے کام لیا گیا ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ابتدا میں ایک مقدمے کا اضافہ کیا گیا ہے جو اردو عروض کی اہمیت پر مبنی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ اُردو عروض نہ صرف ہندو مسلم اتحاد کی یادگار ہے بلکہ وہ بین الاقوامی روابط سے علاقہ رکھتا ہے۔

۲۔ تقطیع کی مشکلات میں سے ایک اہم مشکل حروف کا گرنا یا دب کر نکلنا اور کھینچ کر پڑھا جانا ہے۔ اس بات میں تفصیل سے کام لیا گیا ہے اور حتی الامکان اس قسم کے متعدد الفاظ کو مختلف ذیلی عنوانات کے تحت جمع کر دیا گیا اور انکی بدلی ہوئی صورتیں بھی بتادی گئی ہیں۔ فنِ عروض حاصل کرنے کے لیے ان سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ جس کے بغیر کامل مہارت حاصل نہیں ہوسکتی۔

۳۔ بحروں کے ساتھ ساتھ عام عروضی کتابوں میں تمثیلی اشعار بھی ہوتے ہیں اور ان کی تقطیع بھی ہوتی ہے۔ لیکن گرنے یا دب کر نکلنے اور کھینچ کر پڑھے جانے والے حروف جو شکل اختیار کرتے ہیں ان کی تشریح نہیں ہوتی جس کی وجہ سے تقطیع سیکھنا تو درکنار ایک مبتدی کے لیے اس کا سمجھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کمی کو بھی رفع کر دیا گیا ہے اور تقطیع کے ذیل ہی میں تشریح بھی لکھ دی گئی ہے۔ اس سے تقطیع کرنے کی جرات بھی پیدا

ہوتی ہے اور صلاحیت بھی ترقی کرتی ہے۔

۴۔ ہر بحر کے آخر میں تقطیع کے لیے مشقیہ اشعار بھی دیے گئے ہیں اگر ہاتھوں ہاتھ ان کی بھی تقطیع کر لی جائے تو تقطیع میں کامل مہارت پیدا ہو سکتی ہے۔

۵۔ مثنوی کے لیے سات وزن مخصوص ہیں۔ جو ترجمہ حدائق البلاغت میں نظر انداز ہو گئے ہیں لہٰذا اس کمی کو بھی رفع کر دیا گیا ہے اور ایک علیحدہ عنوان کے تحت انھیں بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

۶۔ اردو عروض کی کتابوں میں ان بحروں کو وضاحت کے ساتھ نہیں بتایا جاتا جو ہندی اور اردو عروض میں مشترک ہیں۔ مگر اس کتاب میں انھیں بھی ایک عنوان کے تحت شامل کر دیا گیا ہے۔ جو عہد حاضرہ کا ایک تحفہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ آخر میں شعر گوئی کے قاعدے بھی لکھ دیے گئے ہیں تاکہ جنھیں شعر کہنے اور شاعر بننے کا شوق ہو وہ ان قاعدوں کی مدد سے اپنا شوق پورا کر سکیں اور اچھے شاعر بن جائیں۔

بہرحال اس تحلیل کو ضرورت حاضرہ کے مطابق ترتیب دینے اور مفید بنانے کی کوشش کی ہے خدائے پاک اسے بھی مقبول فرمائے۔ آمین

آخر میں یہ ذکر خیر بھی مناسب محل ہوگا کہ یہ کتاب محترم منشی نیاز الدین صاحب (کتب خانہ انجمن ترقی اردو دہلی) کی فرمائش سے اور طلبہ کی ضرورت کے پیش نظر مرتب ہوئی ہے جس کی نقل اور جس کے مقابلے میں میرے عزیز شاگرد شری یوگندر پال صاحب تیر اور عبد الرحمٰن صاحب نے میرا ہاتھ بٹایا جس کا میں ممنون ہوں۔

جون ۱۹۵۳

مقدمہ

اُردو عروض کی اہمیت

شعر و شاعری سے لگاؤ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ خواہ کسی زبان کا ادب ہو جو زندگی کی حقیقتوں کا آئینہ ہے۔ شعر و شاعری سے خالی نہیں ہے۔ شعر شاعری کے قاعدے (عروض) زبان کی ساخت اور اس کی فطرت کے مطابق ہوتے ہیں۔[1] جو اکثر دوسری زبان کے عروض سے الگ اور بعض ملتے جلتے ہوتے ہیں خصوصاً جن زبانوں کے بولنے والے آپس میں ملتے جلتے رہتے ہیں۔[2] ان کے بعض قاعدوں میں ہم رنگی اور یکسانی کا ہونا اور بعض میں نہ ہونا انسانی فطرت کی نیرنگی اور ہم آہنگی کا کھلا کرشمہ ہے۔

بہر حال اُردو آریائی زبان ہے۔[3] جو شورسینی پراکرت کی پرپوتی۔ مغربی ہندی کی پوتی اور دلی بھاشا کی بیٹی ہے۔ اور فارسی اور ہندی کے میل ملاپ سے بنی ہے۔ جس کی تمام بنیادی چیزیں خالص ہندی ہیں۔[4] یعنی سارے فعل جن پر جملے کا دارو مدار ہے ہندی ہیں۔ ضمیریں ہندی ہیں۔ حروف جار ہندی ہیں۔ حروف ربط ہند ہیں۔ صرف و نحو کے قاعدے ہندی ہیں۔ محاورے روز مرہ تمثیلیں اور بہ کثرت لفظ ہندی ہیں۔ البتہ کچھ تشبیہیں ہیں۔ استعارے۔ تلمیحیں مضامین۔ خیالات اور الفاظ فارسی عربی بلکہ انگریزی اور پرتگالی کے بھی ہیں۔
گویا کہ ہماری زبان کئی زبانوں کی خوبیوں کا سدا بہار گل دستہ ہے۔ اگر چہ بنیادی چیزیں سب آریائی ہیں۔

---

[1] کیفیہ صفحہ ۳۱۴ بحوالہ تلخیص عروض صفحہ ۶۵، [2] شعر الہند جلد دوم صفحہ ۳۱۷، [3] کیفیہ صفحہ ۳۱۳، [4] تاریخ ادب اُردو صفحہ ۲

اس اعتبار سے اُردو کی شاعری کے بعض قاعدوں کا خالص ہندی اور بعض کا خالص عربی فارسی اور بعض کا ملا جلا ہونا قرین قیاس اور فطری چیز ہے۔

ابتدا میں چھند یا پنگل کی بحریں اور خصوصاً دوہروں کی بحریں خوب برتی گئیں۔ چناں چہ اُردو کے قدیم شاعروں کا کلام زیادہ تر ان ہی بحروں میں ہے۔ اور صدہا سال یہی رنگ رہا اور اب بھی کچھ موجود ہے۔ [1] چناں چہ یہ وزن **فاعلن فاعلن فع** یا اس جیسے اور وزن پنگل ہی سے لیے گئے ہیں بلکہ جو وزن ہندی عروض سے تعلق رکھتے ہیں اردو شاعری میں وہی زیادہ شیریں سمجھے جاتے ہیں۔ [2]

بعض بحریں ایسی ہیں جو ہندی میں بھی ہیں اور عربی فارسی میں بھی مثلاً بحر رمل اُسے ہندی میں ہری گیت چھند کہتے ہیں۔ [3] بحر متدارک اسے ہندی میں تر بھنگہ کہتے ہیں۔ بحر متقارب اسے ہندی میں بھجنگ پریات کہتے ہیں۔ بحر سریع اسے ہندی میں چوپائی کہتے ہیں۔ [4] اور یہ بحریں اُردو میں خوب چلتی ہیں۔

ان کے علاوہ بعض بحریں خالص عربی فارسی کی ہیں۔ جو اُردو میں برتی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے وہ بحریں جن میں ارکان کم ہیں اور جنھیں چھوٹی بحریں کہتے ہیں زیادہ پسند کی جاتی ہیں۔ اور مقبول ہیں۔ [5] اور یہی نہیں کہ عربی فارسی کی بحروں کو جوں کا توں اختیار کر لیا گیا ہے۔ بلکہ ضرورت اور ذوق کے مطابق ان میں ترمیم بھی کی گئی اور ردو بدل بھی کیا گیا ہے۔ چناں چہ بعض بحروں میں اتنی ترمیم ہوگئی ہے کہ ان کی صورت ہی بدل گئی اور وہ بالکل نئی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ [6] اور بعض ترک کر دی گئی ہیں۔

الغرض یہ بحریں اوّل تو ہندوستانی شاعروں کے ذوق سے قریب تھیں پھر ان میں ترمیم بھی کر لی گئی اس لیے قریب سے قریب تر ہوگئیں اور ہندوستانی فطرت کے سانچے میں ڈھل گئیں۔ [7] لہٰذا ہندو اہلِ کمال نے بے تکلف انھیں اپنا لیا اور بے تکلف غزلیں کہنے لگے اور کیوں نہ کہتے اور کیوں نہ اپناتے یہ علم کے پروانے تھے تنگ نظر اور کم ظرف نہ تھے۔

میں ایسے دو بزرگوں کا کلام پیش کرتا ہوں جو اُردو شاعری کے باقاعدہ شروع ہونے سے بہت پہلے ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک ہیں منشی پیارے لال شوقی جو عہد جہانگیری کے

---

[1] آب حیات صفحہ ۱ [2] کیفیہ صفحہ ۳۱۶ بحوالہ تلخیص عروض صفحہ ۲۷ [3] کیفیہ صفحہ ۳۱۶ [4] بحر الفصاحت صفحہ ۱۲۶

[5] تاریخ ادب اُردو صفحہ ۲۱ [6] ایضاً صفحہ ۱۳ [7] شعر الہند جلد دوم صفحہ ۲۱۱

صاحبِ کمال بزرگ ہیں۔[1] ان کی ایک غزل کے دو شعر نقل کیے جاتے ہیں۔ ایک مطلع اور ایک مقطع۔

جن پیم رس چاکھا نہیں امرت پیا تو کیا ہوا
جن عشق میں سرنا دیا جو جگ جیا تو کیا ہوا
مارگ بسی سب چھوڑ کر دل تن سے تیں خلوت پکڑ
شوقی پیارے لال بن سب سیں ملا تو کیا ہوا

لفظ منھ سے نکلے بول رہے ہیں کہ وہ عہد قدیم کی یادگار ہیں۔ بحر دیکھیے تو وہ خالص عربی ہے جس کا نام بحرِ رجز اور جس کا وزن ہے مستفعلن چار بار۔

دوسرے بزرگ ہیں رائے پنڈت چندر بھان برہمن۔[2] یہ شاہجہاں کے دربار کے میر منشی تھے۔ ان کی بھی ایک غزل کے دو شعر نقل کیے جاتے ہیں۔ ایک مطلع اور ایک مقطع۔

خدا نے کس شہر اندر ہمن کو لائے ڈالا ہے
نہ دلبر ہے نہ ساقی ہے نہ شیشہ ہے نہ پیالا ہے
برہمن واسطے اشنان کے پھرتا ہی بگیاں میں
نہ گنگا ہے نہ جمنا ہے نہ ندی ہی نہ نالا ہے

ان اشعار کی بحر بھی خالص عربی ہے اس بحر کا نام ہے بحرِ ہزج اور اس کا وزن ہے مفاعیلن چار بار۔ کلام کی پختگی، خیالات کی پختگی، زبان کی روانی اور صفائی کامل مشاقی کا پتہ دے رہی ہے۔ یہ بزرگ ہیں جن کے دم سے اردو شاعری کا چراغ روشن ہوا اور ان کے نام کو بھی ہمیشہ کے لیے روشن کر گیا۔

ان کے ہم عصر اُردو کے مسلمان شاعر اگر ہیں بھی تو پردہ گم نامی میں۔ ولی اورنگ آبادی جو اُردو غزل کے بابا آدم ہیں۔ ان بزرگوں سے تقریباً ایک ڈیڑھ صدی بعد ہوئے ہیں۔[3]

بہر حال یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ ہندوستان کے ہندو اہلِ کمال نے فارسی عربی عروض کو

---

۱ بحر الفصاحت صفحہ ۲۸ بحوالہ خم خانہ جاوید لالہ سری رام   ۲ خم خانہ جاوید جلد اول صفحہ ۵۷۵، ۵۷۶

۳ ایضاً صفحہ ۲۴

اپنانے میں ذرا بھی تامل نہ کیا بلکہ سبقت کی اور علم نوازی کی شان کو دوبالا کر دیا اور ایسا ہی کیا جیسا کہ اس سے پہلے اور بعد کے مسلمانوں نے ہندی موسیقی، ہندی شاعری اور ہندی عروض کے ساتھ کیا تھا۔ ۱

اس نووارد عروض کی مقبولیت کا ایک سبب اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ہر نئی چیز کچھ بھلی لگتی ہے اور دل اس کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ یہ بھی اہل ہند کے لیے نئی چیز تھی اور ان کے ذوق کے مناسب تھی۔ اس لیے انھیں بھلی لگی اور سہل معلوم ہوئی لہٰذا انھوں نے اسے برتا اور خوب اپنایا۔

اس کے علاوہ ایک سبب یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ پنگل یا چھند کے قاعدے چوں کہ کافی دقیق اور مشکل ہیں۔ ۲ اور پڑھنے اور تردد کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے بلکہ بڑی مشاقی اور محنت چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس دشواری نے طبیعتوں کا رخ ادھر سے اتر پھیر دیا اور نووارد عروض اپنا یا جانے لگا۔ ورنہ بڑی مدت تک ہندی بحریں چلتی رہیں اور ان ہی میں پدماوت جیسی بڑی بڑی نظمیں لکھی گئیں اور شعر کہے گئے اور ان کے مصنف بھی مسلمان ہی تھے۔ ۳

اس باب میں یہ بھی ایک اچھا اضافہ ہوگا کہ یہ کھوج لگایا جائے کہ فطری یکسانیت کا اثر ہمارے عروض پر کہاں تک ہے؟

اتنا ہمیں معلوم ہی ہے کہ عربی عروض کا موجد خلیل بن احمد ہے جو آٹھویں صدی عیسوی (۷۱۲ء تا ۷۸۶ء) میں مشہور عالم گزرا ہے۔ وہ زمانہ ہے جب مسلمان عراق و ایران شام و فلسطین، مصر و بربر، اسپین و یونان اور روم سے گزر کر فرانس کے ایک تہائی حصے پر قابض ہو چکے ہیں اور ملک سندھ بھی ان کی مملکت میں آچکا ہے۔ ۴ علم کی روشنی پھیلنے لگی ہے۔ دوسرے ملکوں سے تعلقات بڑھنے لگے ہیں اور عربی لغت نئے الفاظ کا اضافہ ہونے لگا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ خلیل بن احمد یونانی زبان سے واقف تھا۔ اس سے عربی عروض کی ایجاد میں یونانی عروض سے مدد ملی۔ یونانی ارکان کو ایدی اور ارجل کہتے ہیں۔ ان ہی دونوں اصطلاحوں سے خلیل نے زحاف کے نام مقرر کیے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عربی عروض، یونانی عروض سے بنا ہے لیکن دراصل یہ نتیجہ نہیں بلکہ ایک طرفہ فیصلہ ہے کیوں کہ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اسے ہندی اشعار اور ان کے اوزان کا بھی علم تھا۔ ۵ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے

---

۱ اخبار خاطر صفحہ ۳۱۹ تا ۳۲۶ ۲ کیفیہ صفحہ ۲۱۴ ۳ آب حیات صفحہ ۱۸ ۴ تذکرۃ الکلام صفحہ ۲۶
۵ کتاب الہند البیرونی جلد اول صفحہ ۱۹۴

فارسی اشعار اور ان کے اوزان کا بھی علم ہو اور اگر چہ فارسی شعر و ادب کا سرمایہ سکندر یونانی کی لوٹ مار کے ہاتھوں خاک میں مل گیا تھا اور فارس مدتوں یونان و اسپارٹا کے تمدن سے دبا رہا لیکن اس ملے جلے تمدن کی یادگار جو کلام ملتا ہے وہ بھی بہت قدیم اور خلیل بن احمد کی پیدائش سے کئی صدی پہلے کا ہے۔ ایک قدیم شعر وہ ہے جس کا پہلا مصرع بہرام گور کا اور دوسرا اس کی محبوبہ دل آرام کا بتایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ [1]

منم آں پیل دمان و منم آں شیر یلہ (بہرام)

نام بہرام ترا و پدرت بو جبلہ (دل آرام)

بہرام گور پانچویں صدی عیسوی (۴۳۰ء تا ۴۳۲ء) کا مشہور ایرانی بادشاہ ہے۔ [2]

دوسرا شعر وہ ہے جو قصہ شیریں کے کتبے میں کندہ تھا اور وہ یہ ہے۔ [3]

ہژبرا یکیہاں انوشہ بزی جہاں را بکہ باں و خوشہ بزی

خسرو پرویز چھٹی صدی عیسوی کا مشہور ساسانی بادشاہ ہے۔ [4] اور شیریں اس کی محبوبہ تھی۔

گویا کہ یہ دونوں شعر خلیل بن احمد سے صدیوں پہلے کے ہیں مگر عربی عروض کے اعتبار سے ان دونوں کی بحریں خالص عربی ہیں۔ بہرام کے شعر کا وزن ہے۔

فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن

اور یہ بحر رمل کا ایک وزن ہے۔ اور اس بحر کا نام ہندی میں برگیت ہے۔ دوسرے شعر کا وزن ہے۔ **فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعل**

یہ بحر متقارب کا ایک وزن ہے اور اس بحر کا نام ہندی میں بھجنگ پریات ہے۔

الغرض اس تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ عربی عروض پر صرف یونانی کا ہی نہیں بلکہ ہندی اور ایرانی اثر بھی ہے۔ یا یہ کہ ایرانی اور عربی دونوں عروض یونانی عروض سے اثر پذیر ہیں۔ یا اس کے برعکس ہے کہ یہ تینوں عروض ہندی عروض سے نکلے ہیں۔

بہرحال کچھ بھی ہو اب ذرا ہندی عروض کا بھی جائزہ لینا چاہیے تاکہ صحیح نتیجے پر پہنچ سکیں۔ کیوں کہ جتنی چھان بین کی جائے گی اور احتیاط سے کام لیا جائے گا اتنا ہی صحیح نتیجہ برآمد ہو سکے گا۔

---

[1] تذکرہ دولت شاہ سمرقندی صفحہ ۲ [2] ایران بہ عہد ساسانیاں صفحہ ۳۳۲، [3] تاریخ ادب ۱۱۸، [4] ایران بہ عہد ساسانیاں صفحہ ۵۱۸

ہندی عروض جس سے مراد مقدس سنسکرت کا عروض ہے جسے چھند کہا جاتا ہے اور جو بعد ازاں پنگل کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ بھی خلیل بن احمد سے صدیوں پہلے کا ہے البیرونی جو عربی فارسی عبرانی (یونانی) سریانی اور سنسکرت کا بڑا فاضل اور جوتشی گزرا ہے۔ دسویں صدی عیسوی میں ہندستان آیا اور سنسکرت وغیرہ تمام ہندی علوم سیکھے اور تمام ہندستانی علوم وفنون پر نہایت مستند کتاب لکھی۔ [1] جس کا نام کتاب الہند ہے۔ اس کی رائے ہے کہ پد کے متعلق یونانی طریقہ بھی وہی ہے جو ہندستانیوں کا ہے۔ [2]

وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ جس طرح عربی شعار عروض ور ضرب دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ [3] اسی طرح ہندی شعر بھی دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں جن کے ہر حصے کو رجل یعنی پد کہتے ہیں۔ اور یونانی بھی ان حصوں کو رجل ہی کہتے ہیں۔ [4] اس کے علاوہ عربی اور ہندی عروض کی باہمی مشابہت اور یکسانی کی اور بھی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً

لگ (تمہ)	ایک ماترا	عربی میں سبب خفیف ہے
گرد	دو ماترا	عربی میں سبب ثقیل ہے

القاب عربی میں افاعیل یا ارکان ہیں غرض کہ ساکن ومتحرک کی صورتیں بھی دونوں جگہ یکساں ہیں نیز وزن میں حروف کے شمار کا قاعدہ بھی یکساں ہے۔ یعنی صرف وہی حروف شمار کیے جاتے ہیں جو بول چال میں آتے ہیں خواہ وہ لکھے ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔

یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہندستان میں بھی یونانی تمدن اپنی جھلک دکھا چکا ہے اور ٹیکسلا میں اس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔

الغرض یہ مختصر سا خاکہ ہے اس معلومات کا جو ایک زبان کو دوسری زبان کے عروض سے جا ملاتی ہے اور فطری یکسانیت کا پتہ دیتی ہے۔

خلیل بن احمد ایک بڑا فاضل اور علمِ نحو اور علمِ لغات کا بہت بلند پایہ عالم اور بہت بڑا استادِ فن تھا علم کے نشے میں چور اور ایسا قانع اور خوددار تھا کہ جھونپڑی میں رہتا روکھی سوکھی کھاتا تنگی ترشی سے بسر کرتا تھا۔ بادشاہ اسے بیش بہا نذرانے بھیجتے مگر قبول نہ کرتا وہ طلب کرتے مگر نہ

---

[1] کتاب الہند جلد اول (مقدمہ)، [2] ایضاً صفحہ ۱۹۷، [3] ان اصطلاحوں کی تعریف کتاب ہذا کے صفحہ ۲۷ پر درج ہے، [4] کتاب الہند صفحہ ۱۸۹، ۱۸۴، ۱۸۲

جاتا اور علمی استغراق و محویت کو چھوڑنا گوارا نہ کرتا تھا۔

وہ ادیب بھی تھا شاعر بھی تھا بلکہ بلند پایہ مفکر بھی تھا اور وہ ان ادیبوں اور شاعروں سے بہت آگے تھا جن کا ادب صرف ان ہی کے زمانے کی خصوصیت کا حامل ہوتا ہے بلکہ اس کی نظر بہت تیز اور تہہ کو پہنچنے والی تھی۔ اس کی قوت فکر بہت بلند تھی اور مستقبل کا آئینہ تھی۔

اس کے پہلو میں ایک دردمند دل تھا اس کا عمل بتاتا ہے کہ وہ دلوں کو ملانے اور سب کو ایک زبان دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ یہ بہت ہی نیک کام ہے اور بڑی دور اندیشی کی بات ہے۔ وہ انسانی فطرت سے آگاہ اور انسانی کیفیات کا ماہر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنے علم و فضل سے کام لیا اور بہت بڑا کام اس نے شاعری کے لیے ایسے وزن تجویز کیے جو انسانی فطرت کے موافق پڑے اور اس نے مخلوق کی یہ بہت بڑی خدمت انجام دی اور بہت بڑی ضرورت پوری کی کہ سب کو ہم آہنگ ہو جانے کی راہ نکالی اسی لیے اسے اپنے ہی زمانے میں مقبولیت نصیب ہوئی جو آج تک قائم و برقرار ہے۔ حالاں کہ ترقی کی رفتار روز بروز آگے بڑھتی جا رہی ہے مگر بارہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی اس کی مقبولیت میں ذرا فرق نہیں آیا۔

اس کا یہ کام ایسا اہم اور انسانی فطرت سے کچھ ایسا مناسب واقع ہوا کہ ایشیا اور افریقہ ہی تک محدود نہ رہا بلکہ دوسرے براعظموں تک پھیلا۔ کوئی متمدن ملک ایسا نہیں جو خلیل کی اس ایجاد سے واقف نہیں اور وہاں کے مشرقی علوم کے عالم اس سے بے نیاز ہوں یہ مقبولیت خداداد ہے جو کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ بارہ سو برس گزر چکے مگر وہ آج بھی بین اقوامی شہرت کا مالک ہے اور اس کے کمال کا سکہ دلوں پر بیٹھا ہوا ہے۔

الغرض اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ خلوص اور نیک نیتی سے مخلوق کی بہبودی کے واسطے جو کام کیا جاتا ہے اسے ثبات اور قرار حاصل ہوتا ہے اور مخلوق اس سے سالوں نہیں قرنوں فائدہ اٹھاتی ہے۔

دنیا میں چراغ سے چراغ جلتا ہی چلا آیا ہے اور ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتا ہی رہا ہے۔ پھر اگر خلیل بن احمد نے ہندی یا یونانی سے فائدہ اٹھایا تو کیا عیب کیا اور اگر ہم اپنی فطرت کی مناسبت کے مطابق اس سے فائدہ اٹھائیں تو کیا مضائقہ ہے اور کیا عیب ہے۔

بہر حال جہاں تک فطری مناسبت کا تعلق ہے ایرانیوں نے اسے اپنایا اور جو بحریں ان کے ذوق پر گراں تھیں انھیں یک قلم ترک کر دیا اور بعض بحروں میں ایسی ترمیم کی کہ وہ بالکل نئی بن گئیں۔ یہی عمل ہندستان میں ہوا اور اس طرح نکھرا نکھرایا اور صاف ستھرا فن ہمارے حصے میں آیا۔

ہم بھی اس تخم سے نئے برگ وبار پیدا کر سکتے ہیں۔ اور زمانے کی ضروریات کے مطابق رد و بدل کر سکتے ہیں۔ یہ ہمیں اختیار حاصل ہے۔ اور کسی کو چوں چرا کا حق نہیں البتہ یہ ہماری لیاقت اور صلاحیت پر مبنی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کی محنت کی قدر کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں یا اسے حقیر سمجھیں اور ٹھکرا دیں۔

الغرض یہ ہیں وہ تاریخی شہادتیں جو منھ سے پڑی بول رہی ہیں اور اُردو عروض کا حق اور اس کی فوقیت جتا رہی ہیں اور ہر صاحب کمال سے اپنا لوہا منوا لیتی ہیں اور غالباً یہی حقائق مسٹر بوترس کے ذہن نشیں تھی جس کی بنا پر انھوں نے مولوی امام بخش صہبائی سے حدائق البلاغۃ کا اُردو میں ترجمہ کرایا۔[1]

مسٹر بوترس بڑے علم دوست اور مشرقی علوم کے مربی تھے اور دلی کالج میں پرنسپل تھے۔[2] مولانا صہبائی بھی دلی کالج میں فارسی کے معلم اول اور اپنے عہد کے مشہور انشا پرداز تھے۔[3] اور کئی کتابیں ان کی یادگار ہیں لیکن جو مقبولیت ترجمہ حدائق البلاغۃ کو نصیب ہوئی وہ کسی کو نہ ہوئی یہ کتاب آنے والے عروضی اہل قلم کے لیے نشان راہ ثابت ہوئی اور آج تک کارآمد بھی ہے۔ مفید اور مستند بھی ہے اور اکثر امتحانات کے نصاب میں داخل ہے۔

اس کتاب کا تیسرا حصہ یا حدیقہ علم عروض پر ہے۔ جو ایک مستقل کتاب ہے اور عروض پر اُردو میں یہ پہلی کتاب ہے جس کے بعد اس موضوع پر اُردو میں جس قدر کتابیں لکھی گئیں ان کے مصنف دراصل اسی خرمن کے خوشہ چیں ہیں۔

الغرض صہبائی پہلے اُردو انشا پرداز ہیں جنھوں نے اس کٹھن موضوع پر قلم اٹھایا اور ترجمہ کی رعایت سے وہ اس فن شریف کو جس قدر اردو اسالیب سے قریب تر کر سکے انھوں نے کیا البتہ اگر اس موضوع پر اُردو میں ان کی کوئی مستقل تصنیف ہوتی تو وہ ضرور اس سے زیادہ مفید ہوتی۔

مگر ان کے اس ترجمے سے جہاں اُردو عروض کو بہت کچھ فائدہ پہنچا یہ نقصان بھی ہوا کہ مستقبل کے عروضی اہلِ قلم اس کو اُردو عروض کی مستقل کتاب سمجھ بیٹھے اور ہو بہو نقل کرنے لگے۔

---

[1] حدائق البلاغت فارسی میں ہے اور محمد حسین فقیر کی تصنیف ہے۔، [2] دلی کالج کے تاریخی حالات مضمون نگار کی صفحہ ۲۰۷ تا ۲۲۴ میں مندرج ہیں۔، [3] مولانا صہبائی کے حالات زندگی مضمون نگاری صفحہ ۱۳۶ تا ۱۵۲ میں مندرج ہیں۔

اور اس غلط فہمی کی بنا پر ہندی کی وہ بحریں جو اُردو شاعری میں مروج تھیں اور ہیں اُردو عروض کی کتابوں میں داخل ہونے سے رہ گئیں۔ اور یہ بہت بڑی کوتاہی ہے۔ جس کو رفع کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ بھی بعض چیزیں اور ایسی ہیں جو اب رواج کی کسوٹی پر کھری نہیں اُترتیں اور ذوق کو گراں گزرتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو بحروں کے نام ہیں جو ثقیل اور نامانوس سمجھے جاتے ہیں۔ انھیں بدل دیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ ہر جاندار چیز میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اور یہی زندگی کا ثبوت ہے۔ ہمارے عروض میں اس سے پہلے بھی تھوڑا وہ بدل ہوا ہے اگر اب بھی اسے روا رکھا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ ہر ترقی کرنے والے فن کی یہی کیفیت رہی ہے کہ اس میں تغیر اور ترمیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ خوبی برقرار رہتی ہے وہ فن زندہ رہتا ہے۔

دوسری چیز زحاف کی کثرت اور ان نامانوس نام ہیں ان کی بھی اب ضرورت نہیں ان کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔ گل زار عروض اس مقصد کے لیے اچھی کتاب ہے مگر نایاب ہے۔[1]

اس میں بحروں کے لیے بھی ہلکے پھلکے نام منتخب کیے ہیں۔ مثلاً ریحانی نرگس اور سنبلی وغیرہ جو بہت مناسب ہیں۔

تیسری چیز ارکان و افاعیل کے الفاظ ہیں یہ بھی بعض نازک طبع اہل علم کو گراں گزرتے ہیں انھیں بھی بدلا جا سکتا ہے اور گل زار عروض کی روش پر گل وصبا سے کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ موزونیت اور شعر گوئی خاص طبائع کی خصوصیت ہے اور عروض سے واقفیت خاص الخاص سے علاقہ رکھتی ہے۔ پھر فنونِ لطیفہ میں سے نہ تو کوئی فن اتنا سہل ہوتا ہے اور نہ اس کی اصطلاحیں کہ ہر عامی آسانی سے سیکھ لے اور نہ کسی زبان کا عروض ہی اتنا سہل ہے جس کے مقابلے میں اُردو عروض کو مشکل کہا جا سکے نیز ہر علم و فن میں دست گاہ حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ محنت ضرور درکار ہوتی ہے۔

پھر ہر علم و فن کی یہ بھی عام خاصیت ہے کہ اس کے بعض شعبوں میں گونا گوں اختلاف ضرور ہوتے ہیں اگر اُردو عروض میں بھی ایسا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ مختلف مزاج اہل کمال نے اس پر ہمت صرف کی اور اسے قابلِ اعتنا سمجھا ہے۔ اور اس کی جانب مزید توجہ کی جا سکتی ہے

---

[1] حکیم سید الطاف حسین کاظم فرید آبادی کی تصنیف ہے جو اب نایاب ہے۔

نیز یہ گمان کہ اُردو عروض اتنا سہل ہونا چاہیے کہ ہر کس و ناکس اسے آسانی سے سیکھ لے۔ بالکل ہی طفلانہ خیال ہے اس سے آرام طلب طبیعتوں کو ہم خیال تو بنایا جاسکتا ہے مگر یہ خواب شرمندہ تعبیر بھی نہ ہوسکے گا۔

مجھے کوئی بیس برس سے اس فن کی درس و تدریس سے علاقہ ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر استاد خود اس راہ کا راہ رو ہے اور طالب علم بھی شوق سے سیکھے تو دو ہفتے سے زیادہ مدت صرف نہیں ہوتی کہ ایک مبتدی مبادیات سے گزر کر تقطیع کرنے لگتا ہے ان میں موزوں طبع بھی ہیں اور ناموزوں طبع بھی۔ البتہ موزوں طبع اور بھی پہلے چل نکلتے ہیں۔

بہر حال یہ اُردو عروض جو کئی صدی پرانا ملکی سرمایہ اور اُردو شعر و سخن کا پیمانہ ہے اور بزرگوں کے خیالات موزوں کو سمجھنے اور پرکھنے بلکہ اعلیٰ ترین خیالات کو نظم کرنے کے لیے بہت کارآمد ہے۔ اور اتحاد کی یادگار ہے۔ اس لیے ہمارے علمی و اخلاقی فرض ہے کہ ہم اس کی ترقی و اشاعت میں معاون ثابت ہوں اور اسکی تہذیب و اصلاح میں کوتاہی نہ برتیں۔

اخلاق حسینؒ دہلوی
لال محل بستی نظام الدین اولیاؒ دہلی

شعر و سخن

کلمہ اور کلام جس لفظ کے کچھ معنی ہوتے ہیں اسے کلمہ کہتے ہیں۔ اور کلمے کے ایسے مجموعہ کو جس سے پوری بات سمجھ میں آ جائے اسے کلام کہتے ہیں۔

شعر لغت میں لفظ شعر مصدر ہے جس کے معنی ہیں جاننا یا کسی چیز سے واقف ہونا لیکن عام طور سے لفظ شعر مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہوئے 'جانی ہوئی چیز' شعر کو بیت بھی کہتے ہیں۔

شاعر شاعر اسم فاعل ہے جس کے معنی ہیں جاننے والا چونکہ شاعر جن خیالات کو نظم کرتا ہے ان سے واقف ہوتا ہے اس واسطے شعر کہنے والے کو شاعر کہتے ہیں۔

مصرع شعر کے دو حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصے کو مصرع کہتے ہیں۔ کسی ایک مصرع کو شعر نہیں کہہ سکتے۔

شعر کی عروضی تعریف عروض کی اصطلاح میں شعر کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

''شعر وہ کلام ہے جو کسی وزن پر ہو اور اسے ارادتاً موزوں کیا گیا ہو اور اس میں قافیہ بھی ہو'' گویا کہ شعر کی تعریف کے تین حصے ہیں۔ (۱) وزن (۲) ارادتاً موزوں کرنا (۳) قافیہ کا ہونا

وزن وزن سے مراد ہے کہ شعر کے تولنے کے لیے جو پیمانے یا بٹے مقرر کیے گئے ہیں۔ اور جنھیں بحر کہتے ہیں ان میں سے کسی کے مطابق ہو کیوں کہ جو کلام کسی وزن پر نہیں ہوتا وہ شعر نہیں ہوسکتا اسے نثر کہا جائے گا۔

ارادتاً شعر موزوں کرنا

شعر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے قصداً یا ارادتاً کسی وزن پر ڈھالا جائے یا موزوں کیا جائے لہٰذا جو کلام اتفاقیہ موزوں ہو جائے اور خبر بھی نہ ہو کہ یہ کلام موزوں ہے تو ایسے کلام کو شعر نہیں کہا جا سکتا البتہ اگر غور و فکر کے بعد موزوں ہونے کا پتہ چل جائے تو اسے شعر سمجھا جائے گا اور غور و فکر ہی قصداً موزوں کرنے کے قائم مقام ہوگا۔

قافیہ

قافیہ بھی شعر کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ کلام مطلع ہے یا نہیں اور یہی اس کا شعر سے تعلق ہے نیز قافیے سے شعر کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے ورنہ بعض علمائے ادب کے نزدیک شعر کے لیے قافیہ ضروری نہیں۔

مطلع

جس شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتا ہے اسے مطلع کہتے ہیں۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر عام طور سے ہی مطلع ہوتا ہے۔ مطلع کئی بھی ہو سکتے ہیں اور انھیں حسنِ مطلع کہتے ہیں۔
جن اشعار کے صرف آخری مصرع میں قافیہ ہوتا ہے انھیں شعر ہی کہتے ہیں۔

شعر کے اجزا

شعر کے دو مصرع ہوتے ہیں اور مصرع کے تین حصے ہوتے ہیں۔
چناں چہ پہلے مصرع کو صدر، آخری حصے کو عروض اور درمیانی حصے کو حشو کہتے ہیں۔

مفاعیلن	مفاعیلن مفاعیلن	مفاعیلن
صدر	حشو	عروض

دوسرے مصرع کے پہلے حصے کو ابتدا آخری حصے کو ضرب یا عجز اور درمیانی کو حشو کہتے ہیں۔

مفاعیلن	مفاعیلن مفاعیلن	مفاعیلن
ابتدا	حشو	ضرب یا عجز

نکتہ

شاعروں کا دستور یہ ہے کہ وہ پہلے دوسرا مصرع نظم کرتے ہیں اور پھر پہلا اسی لیے دوسرے مصرع کے پہلے حصے کا نام ابتدا ہے اور آخری حصہ ضرب ہے جس کی معنی ہیں طرف یا کنارہ اور دونوں کے درمیانی حصوں کا نام حشو ہے جس کی معنی ہیں تکیے میں بھرنے کی روئی۔

عروض کی مبادیات

یہ عروض کے مبادیات و متعلقات ہیں جنھیں ذہن نشین رکھنے سے حصول مدعا میں معاونت اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

عروض عروض ایک مشہور فن ہے جس سے اشعار کا وزن یا ان کا موزوں اور ناموزوں ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عروضی فن عروض کے جاننے والے کو عروضی کہتے ہیں۔ اور عروض سے تعلق رکھنے والے کو بھی۔

موجد اس فن کا موجد بصرے کا ایک مشہور عالم خلیل بن احمد ہے۔ جو ۱۰۳ھ، ۷۲۱ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۰ھ، ۷۸۶ء میں وفات پائی۔
اس نے پندرہ وزن قرار دیئے اور ہر وزن کا نام بحر رکھا تھا اس کے بعد اور بحر بھی ایجاد ہوئیں۔

وزن لغت میں کسی چیز کے تولنے کو وزن کرنا کہتے ہیں اور عروض کی اصطلاح میں شعر کو بحر کی ترازو میں تولنے کا نام وزن ہے۔ جس کو تقطیع کرنا بھی کہتے ہیں۔ دراصل وزن بٹے ہیں جو ارکان کہلاتے ہیں۔

بحر بحر ان خاص الفاظ کو کہتے ہیں جن پر شعر کو تولا جاتا ہے کہ شعر کا وزن ٹھیک ہے یا نہیں۔ بحر کو وزن بھی کہتے ہیں۔

نکتہ شعر میں اتنی ہی موسیقیت اور ترنم زیادہ ہوگا۔ جتنی بحر اچھی ہوگی مگر بعض بحروں میں یہ خوبی نہیں اس لیے وہ مقبول و مروج نہیں۔

ارکانِ بحر بحر جن اجزاء (ٹکڑوں) سے بنتی ہے ان کا ارکان اور ہر حصے کو رکن کہتے ہیں۔ ارکان کو افاعیل۔ امثال اور اوزان بھی کہتے ہیں۔

رکن کے اجزا

جن ٹکڑوں سے رکن بنتا ہے انھیں اجزا یا اصول کہتے ہیں اور وہ تین ہیں۔ ۱۔سبب، ۲۔وتد ۳ فاصلہ مگر اُردو میں تیسری قسم (فاصلہ) کی گنجائش نہیں اس لیے یہی دو کافی سمجھے جاتے ہیں۔

سبب دو حرفی لفظ کو سبب کہتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں۔ سبب خفیف اور سبب ثقیل۔ اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے تو سبب خفیف ہے جیسے دِل اور سَب اور اگر دونوں متحرک ہیں تو سبب ثقیل ہے جیسے سرِ اور دلِ اضافت کے ساتھ اُردو میں سبب ثقیل صرف اضافت کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

وتد تین حرفی لفظ کو وتد کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔ وتد مجموعی اور وتد مفروق۔ اگر پہلا اور دوسرا متحرک اور تیسرا ساکن ہے تو وتدِ مجموعی ہے۔ جیسے قَلَم اور مَگر اور اگر پہلا اور تیسرا متحرک اور درمیانی (دوسرا) ساکن ہے تو وتدِ مفروق ہے۔ جیسے خاکِ اضافت کے ساتھ اُردو میں وتد مفروق بھی اضافت کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

فاصلہ چار حرفی اور پانچ حرفی لفظ کو فاصلہ کہتے ہیں اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ فاصلہ صغریٰ اور فاصلہ کبریٰ۔ اگر تین حرف متحرک اور چوتھا ساکن ہو تو اسے فاصلہ صغریٰ کہتے ہیں جیسے جلمی اور اگر چار متحرک اور پانچواں ساکن ہے تو اسے فاصلہ کبریٰ کہتے ہیں۔ جیسے .... چمن دل ۔ اُردو میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

ارکانِ ہفت گانہ

ارکان کے دو اجزا یعنی سبب اور وتد سے سات ارکان بنتے ہیں جنہیں ارکانِ ہفت گانہ یا افاعیل ہفت گانہ کہتے ہیں جن میں سے دو پنج حرفی اور پانچ سات حرفی ہوتے ہیں۔

۱۔ فعولن۔ پہلا جز وتد ہے اور دوسرا سبب۔
۲۔ فاعلن۔ پہلا جز سبب ہے اور دوسرا وتد۔

سات حرفی ارکان

۱۔ مُستَفعِلُن۔ پہلے دو سبب پھر ایک وتد ہے۔
۲۔ مَفَاعِیلُن۔ پہلے ایک وتد پھر دو سبب ہیں۔
۳۔ فَاعلاتُن۔ پہلے ایک سبب پھر ایک وتد پھر ایک سبب ہے۔
۴۔ مُتَفَاعِلن۔ پہلے دو سبب پھر ایک وتد مجموع ہے۔ [1]
۵۔ مَفعُولَات۔ پہلے دو سبب پھر ایک وتد مفروق ہے۔

ان ارکانِ ہفت گانہ کے علاوہ ایک رکن اور بھی ہے۔ اور وہ ہے فَاعلاتُن مگر زیادہ مروج نہیں۔

---

[1] "مُتَفَاعِلن" میں "مُتَفَا" کو فاصلہ صغریٰ کہنا چاہیے نہ کہ دو اسباب کا مجموعہ۔

بحروں کی تعداد

خلیل بن احمد کی ایجاد کردہ بحریں	۱۵
ابوالحسن اخفش کی ایجاد کردہ بحریں	۱
بزرجمہر کی ایجاد کردہ بحریں	۱
مولانا یوسف نیشاپوری کی ایجاد کردہ بحریں	۱
کسی نامعلوم شخص کی ایجاد کردہ بحریں	۱
میزان کل	۱۹

ان میں سے چار بحریں (طویل، مدید، بسیط، وافر) عربی زبان کے اشعار کے لیے مخصوص ہیں اور آخری تین بحریں (جدید، قریب، مشاکل) فارسی زبان کے اشعار کے لیے ہیں۔ اور صرف بارہ بحریں اُردو زبان کے اشعار کے لیے ہیں جن میں سے صرف چند بحریں استعمال کی جاتی ہیں۔

بحروں کے نام اور ان کے موجد

☆ خلیل بن احمد کی ایجاد کردہ پندرہ بحریں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہزج ۲۔ رجز ۳۔ رمل ۴۔ متقارب ۵۔ کامل ۶۔ منسرح ۷۔ مضارع ۸۔ سریع ۹۔ خفیف ۱۰۔ مجتث ۱۱۔ مقتضب ۱۲۔ طویل ۱۳۔ مدید ۱۴۔ بسیط ۱۵۔ وافر۔ آخری چار بحریں عربی سے مخصوص ہیں۔

☆ ابوالحسن اخفش کی ایجاد کردہ بحر متدارک ۱۶ ہے۔

☆ بزرجمہر کی ایجاد کردہ بحر جدید ۱۷ ہے۔

☆ مولانا یوسف نیشاپوری کی ایجاد کردہ بحر قریب ۱۸ ہے۔

☆ کسی نامعلوم شخص کی ایجاد کردہ بحر مشاکل ۱۹ ہے۔

بحروں کے وزن

ان مذکورہ (۱۹) بحروں میں سے سات بحریں مفرد ہیں جو ایک ہی رکن کے بار بار لانے سے بنی ہیں اور (۱۲) بحریں مرکب ہیں جو دو مختلف رکنوں کے بار بار لانے سے بنی ہیں۔

(الف) مفرد بحریں.....۷

نام	نام رکن	تعداد	کیفیت	موجد
۱۔ بحر ہزج	مفاعیلُن	آٹھ بار	سالم	خلیل بن احمد
۲۔ بحر رجز	مُستفعِلُن	"	"	" "
۳۔ بحر رمل	فَاعِلاتُن	"	"	" "
۴۔ بحر متقارب	فعولُن	"	"	" "
۵۔ بحر کامل	مُتفاعِلُن	"	"	" "
۶۔ بحر وافر	مَفَاعِلَتُن	"	"	عربی سے مخصوص ہے اُردو میں رائج نہیں ہے
۷۔ بحر متدارک	فَاعِلُن	"	"	ابوالحسن اخفش

(ب) مرکب بحریں..... ۱۲

نام بحر	اوزانِ مصرع	تعداد	موجد
۱۔بحر منسرح	مستفعلن. مفعولات. مستفعلن. مفعولات	ایک شعر	خلیل بن احمد
۲۔بحر مضارع	مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن	میں دو بر	”
۳۔سریع	مستفعلن مستفعلن. مفعولات	”	”
۴۔خفیف	فاعلاتن. مستفعلن فاعلن	”	”
۵۔بحر مجتث	مستفعلن. فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن	”	”
۶۔مقتضب	مفعولات. مستفعلن مفعولات مستفعلن	”	”
۷۔طویل	فعولن. مفاعیلن فعولن مفاعیلن	”	”
۸۔مدید	فاعلاتن فاعلن. فاعلاتن. فاعلن	”	”
۹۔بسیط	مستفعلن فاعلن. مستفعلن فاعلن	”	”
۱۰۔جدید	فاعلاتن فاعلاتن. مستفعلن	”	بزرجمہر
۱۱۔قریب	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن	”	یوسف نیشاپوری
۱۲۔مشاکل	فاعلاتن. مفاعیلن. مفاعیلن	”	نہ معلوم

یہ انیس کے انیس وزن اصل ہیں مگر زِحاف کے اثر سے ان کی متعدد صورتیں ظہور پذیر ہوئی ہیں جن کی تفصیل اپنے محل پر آئے گی۔

زِحاف

جو تغیر یا تبدیلی شعر کے کسی رکن یا ارکان میں ہوتی ہے عروض کی اصطلاح میں اسے زحاف کہتے ہیں۔ [1] لغت میں زحاف کے معنی ہیں تیر کا نشانے پر لگنا۔ زحاف کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اضافہ۔ کوئی حرف زیادہ کرنا (۲) سقوط۔ ایک یا ایک سے زیادہ حرفوں کا گرانا
(۳) تحریک ساکن حرف کو متحرک کرنا۔

الغرض اس تغیر و تبدل کے عمل سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان سے تقریباً ۳۵ زحاف بن گئے ہیں۔ مگر اردو میں تقریباً ۲۲ مروج ہیں لہٰذا ان ہی ۲۲ کا حوالہ قلم بند کرنا مناسب عمل ہے۔ جن کی تین صورتیں ہیں

۱۔ خاص زحاف ۲۔ عام زحاف ۳۔ مرکب زحاف

خاص زِحاف جو زحاف مخصوص ارکان میں آتے ہیں ان کو خاص زحاف کہتے ہیں اور وہ چار ہیں۔

۱۔ **ثلم** فَعُولُنْ سے ف کو گرادیا تو عولن رہا۔ اس کی جگہ فَعْلُنْ لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو ثلم کہتے ہیں۔

۲۔ **جَبّ** رکن کے آخر سے دو سبب خفیف کو گرانا۔ مثلاً مفاعیلن سے عیلن کو گرایا تو مفا رہا۔ اس کی جگہ فعل لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو مجبوب کہتے ہیں۔

۳۔ **خرم** مَفَاعِیلُنْ سے میم کو گرایا تو فاعیلن رہا۔ اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو اخرم کہتے ہیں (یہی زحاف فَعُولُنْ میں ثلم ہے۔)

۴۔ **کشف** مفعُولاتُ کی ت کو گرایا تو مفعُلا رہا۔ اس کی جگہ مفعُولُنْ لاتے ہیں اور اسے مکشوف کہتے ہیں (خرم اور کشف دونوں کے بعد فَعُولُنْ رہتا ہے اور یہ زحاف ان ہی ارکان کے ساتھ مخصوص ہیں۔)

---

[1] زے کے زیر سے زحاف کی جمع ہے

عام زحاف جو زحاف کئی رکنوں میں آتے ہیں انھیں عام زحاف کہتے ہیں اور وہ چودہ ہیں۔

۱۔ **اذالہ** رکن کے آخر میں اگر وتد مجموع ہو تو آخری حرف سے پہلے ایک الف زیادہ کر دیتے ہیں جیسے مستفعلن سے مستفعلان ایسے رکن یا بحر کو مذال کہتے ہیں۔

۲۔ **تسبیغ یا اضافہ** اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو تو اس میں الف زیادہ کرنا جیسے فاعلاتن میں الف زیادہ کیا تو فاعلاتان ہوا اس کی جگہ فاعلیان لاتے ہیں اور اس رکن یا بحر کو مضاف کہتے ہیں اذالہ اور اضافہ دونوں یکساں ہیں وہ وتد مجموع میں ہوتا ہے اور یہ سبب خفیف میں۔

نوٹ یہ دونوں زحاف مصرع کے آخری رکن میں آتے ہیں۔

۳۔ **حذذ** وتد مجموع کو رکن کے آخر سے گرانا جیسے فاعلن سے علن کو گرایا تو فا رہا۔ اس کی جگہ فع لاتے ہیں اور اس بدلے ہوئے رکن کو احذ کہتے ہیں۔

۴۔ **حذف** رکن کے آخر سے ایک سبب خفیف کو گرانا جیسے فعولن سے لن گرایا تو فعو رہا اس کی جگہ فعل لاتے ہیں اور فاعلاتن سے تن گرایا تو فعلا رہا۔ اس کی جگہ فاعلن لاتے ہیں۔ اور اس رکن یا بحر کو محذوف کہتے ہیں۔ یہ زحاف مدید، خفیف، ہزج، رمل، مضارع مجتث، طویل متقارب میں آتا ہے۔

۵۔ **خبن** اگر رکن کے شروع میں سبب خفیف ہو تو اس کے دوسرے حرف کو گرانا مثلاً فَاعِلُنْ سے الف گرایا تو فَعِلُنْ رہا۔ اس رکن کو مخبون کہتے ہیں۔ یہ زحاف رمل، رجز، مدید، بسیط، متدارک، سریع، خفیف، منسرح، مجتث، مقتضب میں آتا ہے۔

۶۔ **طَی** اگر رکن کے شروع میں دو سبب خفیف ہوں تو چوتھے حرف کو گرانا جیسے مُسْتَفْعِلُنْ سے فَ کو گرایا تو مُسْتَعِلُنْ رہا۔ اسکی جگہ مُفْتَعِلُنْ لاتے ہیں۔ اور اس رکن کو مطوی کہتے ہیں۔ یہ زحاف بسیط، رجز، سریع، منسرح، مقتضب میں آتا ہے۔

۷۔ **قصر** رکن کے آخر سبب میں سے ساکن حرف کو گرانا اور اس رکن سے پہلے متحرک کو ساکن کرنا جیسے مَفَاعِیْلُنْ میں سے نون گرایا اور لُ کو ساکن کیا تو مَفَاعِیْلْ یہ رکن مقصور ہوا۔ یہ زحاف طویل مدید، ہزج، رمل، متقارب، مضارع، خفیف اور مجتث میں آتا ہے۔

۸۔ **قطع** رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو اس کے آخری حرف کو گرا کر اس سے پہلے حرف کو ساکن کرنا۔ جیسے فاعِلُن میں سے نؔ گرایا اور لام کو ساکن کیا تو فاعِل رہا۔ اس کی جگہ **فَعْلُن** لاتے ہیں اور یہ رکن مقطوع ہوا۔ یہ زحاف رجز، رمل، کامل، متدارک، بسیط، مدید، سریع، خفیف اور مقتضب میں آتا ہے۔

۹۔ **قبض** سبب خفیف میں سے پانچواں ساکن حرف گرانا جیسے فعولن میں سے نؔ گرایا تو فعولُ رہا یہ رکن مقبوض ہوا۔ یہ زحاف طویل، ہزج، متقارب اور مضارع میں آتا ہے۔

۱۰۔ **کف** سبب خفیف میں سے ساتواں ساکن حرف گرانا جیسے مفاعیلُن میں سے نؔ گرایا تو مفاعیلُ رہا یہ رکن مکفوف ہوا یہ زحاف طویل، مدید، ہزج، رمل، خفیف، مجتث اور مضارع میں آتا ہے۔

۱۱۔ **وقف** رکن کے آخر میں وتد مفروق ہو تو اس کے آخری متحرک حرف کو ساکن کرنا جیسے مفعولاتُ کی تؔ کو ساکن کیا تو مفعولاتْ رہا۔ یہ رکن موقوف ہوا۔ یہ زحاف سریع، منسرح اور مقتضب میں آتا ہے۔

۱۲۔ **تشعیث** فاعلاتن کے وتد مجموع سے متحرک حرف گرانا مثلاً علا وتد ہے اس میں سے عؔ گرایا تو فالاتن رہا۔ اگر لؔ گرایا تو فاعاتن رہا اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں۔

۱۳۔ **جدع** مفعولات میں سے پہلے دو سبب خفیف گرانا مثلاً مفعولاتُ میں سے مفعو کو گرایا تو لاتُ رہا۔ اس کی تؔ کو ساکن کیا اور اس کی جگہ فاع لائے۔ اس رکن کو مجدوع کہتے ہیں۔

۱۴۔ **نحر** فاع مجدوع میں سے الف گرانا مثلاً فاع کا الف گرایا تو فعْ رہا۔ یہ رکن منحور ہوا۔

نکتہ ایک بحر اور ایک رکن میں کئی زحاف بھی آجاتے ہیں۔ اس صورت میں اس کا نام زحاف کی رعایت سے دو تین ناموں سے مرکب ہوتا ہے مثلاً کسی رکن میں خبن اور قطع ہے تو اسے مخبون و مقطوع کہتے ہیں۔

جو زحاف ایک رکن میں ایک سے زیادہ آتے ہیں انھیں مرکب زحاف کہتے ہیں۔ اور وہ چھ ہیں۔

۱۔ خرب مفاعیلن میں خرم اور کف کا جمع ہونا خرم کی وجہ سے م اور کف کی وجہ سے ن گرا تو فاعیل رہا۔ اس کی جگہ مفعول لاتے ہیں۔ اور اس رکن یا بحر کو اخرب کہتے ہیں۔

۲۔ شتر مفاعیلن خرم اور قبض کا جمع ہونا خرم کی وجہ سے م اور قبض کی وجہ سے ی گری تو فاعلن رہا اس رکن کو اشتر کہتے ہیں۔

۳۔ شکل کف اور خبن کا جمع ہونا مثلاً فاعلاتن میں سے کف کی وجہ سے ساتواں ساکن حرف گرا خبن کی وجہ سے رکن کے پہلے سبب خفیف کا ساکن گرا تو فعلات رہا۔ ایسے رکن کو مشکول کہتے ہیں یہ زحاف رمل۔ مدید۔ خفیف۔ مجتث میں آتا ہے۔

۴۔ کسف وقف اور کف کا جمع ہونا مثلاً مفعولات کی ت کی حرکت وقف سے اور خود ت کف کی وجہ سے گر گئی تو مفعولا رہا۔ اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں ایسے رکن کو مکشوف / مکسوف کہتے ہیں یہ زحاف سریع، منسرح، مقتضب میں آتا ہے۔

۵۔ ہتم حذف اور قصر کا جمع ہونا مثلاً مفاعیلن میں سے پہلے تو حذف کی وجہ سے لن گرا یا مفاعی رہا۔ پھر قصر کی وجہ سے ی گر گئی اور ع کو ساکن کیا تو مفاع رہا اس کی جگہ فعول لاتے ہیں۔

۶۔ بتر فعولن میں حذف اور قطع کے جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ لن حذف کی وجہ سے اور واؤ قطع کی وجہ سے گر گئی اور فا باقی رہا۔ نیز مفاعیلن میں جب اور خرم کے جمع کرنے کو بھی بتر کہتے ہیں۔ اور ایسے رکن کو ابتر کہتے ہیں۔

تقطیع

تقطیع ہی عروض کا اصل اصول ہے جو عروض کے اصول و نکات کے ازبر کرنے سے نہیں آتی بلکہ مشق و ممارست سے اس پر عبور ہوتا ہے۔ اس فن میں دست گاہ حاصل کرنے کے لیے اصول کی روشنی میں تقطیع کی مسلسل مشق جاری رکھنی چاہیے۔ اس پر قابو پینا عروض پر حاوی ہو جانے کے مرادف ہے۔ یہ کام اگر آگیا تو گویا عروض آگیا۔

تقطیع شعر کے اجزا (ٹکڑوں) کو بحر کے ارکان پر تولنے یا وزن کرنے کو تقطیع کہتے ہیں تقطیع کے معنی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنا چوں کہ بحر کے ارکان سے ہم وزن کرنے کے لیے شعر کے الفاظ کے ٹکڑے کیے جاتے ہیں اس لیے یہ نام رکھا گیا۔

حرکت اور متحرک زیر۔ زبر۔ پیش کو حرکت یا اعراب کہتے ہیں اور جس حرف پر حرکت ہوتی ہے اسے متحرک کہتے ہیں۔ جیسے قلم اور اَب میں ق۔ ل اور الف متحرک ہے۔ اُردو میں خاص حالت یا ضرورت کے وقت علامت حرکات و سکون لکھتے ہیں۔

علامات زبر کی علامت (َ) ہے جو متحرک حرف کے اوپر ہوتی ہے۔ زیر (کسرہ) کی علامت (ِ) ہے جو متحرک حرف کے نیچے لکھی جاتی ہے۔ پیش (ضمہ) پیش کی علامت واؤ سے مشابہ ہوتی ہے اور متحرک حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ (ُ)

ساکن جس حرف پر کوئی حرکت نہ ہو اسے ساکن کہتے ہیں۔ جیسے قلَم اور اَب میں مْ اور بْ ہیں۔

سکون کی علامت سکون کی علامت کو جزم کہتے ہیں اس کی صورت کھلے ہوئے چش کی سی ہوتی ہے اور ساکن حرف کے اوپر ہوتی ہے۔ شکل یہ ہے (ْ) مگر یہ علامتیں لکھنے میں کم آتی ہیں۔

تقطیع کے اصول وضوابط

۱۔ تقطیع میں ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک لانا ہوتا ہے خواہ حروف اور حرکات مختلف ہوں یا نہ ہوں۔ مثلاً فعْلُن کے مقابل بلبل یا خوشی آسکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا ایک ہی وزن ہے یعنی ف متحرک ہے اور اس کے مقابل ب اور خ متحرک ہے اور ع ساکن ہے اور اس کے مقابل ل اور و ساکن ہے۔ ل متحرک ہے اور اس کے مقابل ب اور ط متحرک ہے ن ساکن ہے اور اس کے مقابل ل اور ی ساکن ہے۔

۲۔ تقطیع میں بعض اوقات لفظ ثابت نہیں رہتے بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کا کوئی مضائقہ نہیں ایسا کیا جاسکتا ہے جس کی مثالیں اشعار کی تقطیع میں بکثرت ملیں گی۔

حروف مکتوبی وملفوظی

حروف کی تین صورتیں ہیں۔(الف) مکتوبی (غیر ملفوظی) جو لکھے جائیں لیکن بولنے اور پڑھنے میں نہ آئیں۔ تقطیع میں ان کا شمار نہیں ہوتا۔(ب) ملفوظی مکتوبی جو بولنے اور پڑھنے میں بھی آئیں اور لکھنے میں بھی آئیں تقطیع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔(ج) ملفوظی غیر مکتوبی جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں مگر لکھنے میں نہ آئیں تقطیع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

مکتوبی غیر ملفوظی

ہائے مختفی وہ ہ (ہائے ہوز) جو لفظ کے آخر میں ہو اور صرف اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کو ظاہر کرے مثلاً نامہ، خامہ، جامہ، افسانہ، دیوانہ، وابستہ، رفتہ، گزشتہ، پیوستہ، پیمانہ، ویرانہ، مستانہ پروانہ، نشانہ، بیگانہ، سرمایہ، تحفہ، ورنہ، کہ، پہ، یہ، نہ، وہ، غنچہ، ضابطہ، سچنہ، قرینہ، وغیرہ کی ہ گر جاتی ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتی البتہ کبھی الف اور کبھی ے کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہے اور ایک حرف ساکن سمجھی اور شمار کی جاتی ہے۔

واؤ معدولہ وہ واؤ جو لکھی جائے لیکن پڑھی اور بولی نہ جائے مثلاً خوش، خود، خویش، خواب، خورشید، خورد، خودی، خودداری، خواہ، خواہاں، خواہش، خواری وغیرہ کی واؤ۔ واؤ معدولہ ہے۔ اس کے نیچے لکیر کھینچ دی جاتی ہے۔ یہی اس کی علامت ہے۔ غرض واؤ معدولہ گر جاتی ہے۔ اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتی۔

واوِ عاطفہ یا معطوفہ وہ واو جو دو کلموں یا جملوں کو ملائے اس واو کے معنی ہوتے ہیں اور۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) جب واوِ عاطفہ اپنے سے پہلے حرف پر ہلکا سا پیش ظاہر کرے جیسے جان و مال اور شور و شر میں تو ایسی واوِ عاطفہ کو گرایا جا سکتا ہے۔

(ب) جب واوِ عاطفہ اپنے سے پہلے حرف پر خوب اچھی طرح پیش ظاہر کرے جیسے علم و ہنر اور فضل و کمال میں ہے ایسی واوِ عاطفہ گرایا نہیں جا سکتا۔

عربی الفاظ کا الف عربی الفاظ کا وہ الف جو لکھنے میں آئے اور بولا اور پڑھا نہ جائے وہ بھی گر جاتا ہے۔ مثلاً بالآخر، اناالحق، ہذاالقیاس، بالفرض، بالیقین، بالفعل، بالکل، بالمثل وغیرہ کا الف گر جاتا ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا اور ان کی یہ صورت رہتی ہے۔ بل آخر، انل حق، ہذل قیاس، بلفرض، بلیقین، بلفعل، بلکل، بلمثل وغیرہ۔

عربی الفاظ کا الف لام عربی الفاظ کا وہ الف لام جو لکھنے میں آئے اور بولا اور پڑھا نہ جائے وہ بھی گر جاتا ہے مثلاً بالضرور، عبدالسلام وغیرہ کا الف لام گر جاتا ہے۔ اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا اور یہ لفظ بض ضرور، عبد سلام رہتے ہیں۔

عربی الفاظ کی ی اور الف عربی الفاظ کی وہ ی اور الف جو لکھنے میں آئیں اور پڑھے نہ جائیں وہ بھی گر جاتے ہیں مثلاً فی الواقع، فی الحال، فی الحقیقت وغیرہ کی ی اور الف گر جاتے ہیں اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتے اور یہ لفظ فل واقع، فل حال، فل حقیقت رہ جاتے ہیں۔

عربی الفاظ کی تنوین جس حرف پر دو زبر۔ دو زیر یا دو پیش ہوتے ہیں اس حرف کو دو حرفی سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسرا حرف نون ساکن ہوتا ہے مثلاً وقتاً فوقتاً، نسلاً بعد نسلٍ ان کی صورت یہ ہوگی وقتن، فوقتن، نسلن بعد نسل۔

مخلوط حروف

وہ حروف جو دوسرے حروف سے مل کر آتے ہیں اور ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔

ہائے مخلوط

وہ ہ (ہائے ہوز) جو دوسرے حرف سے مل کر پڑھی اور بولی جائے اس کی آواز مرکب ہو یہ دو حرف نہیں بلکہ صرف ایک ہی حرف شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ لکھنے میں دو حرف ہوتے ہیں۔ اُسے ہمیشہ دو چشمی لکھنا چاہئے۔ مثلاً لکھنا، گھر، بھائی، وغیرہ کی ھ تقطیع میں شمار نہیں ہوتی اُسے اس سے پہلے حرف میں شامل سمجھنا چاہئے اور اس مرکب کو ایک حرفی شمار کرنا چاہیے۔ وہ حرف جو حرف ھ سے مخلوط ہیں وہ پندرہ (۱۵) ہیں اور وہ یہ ہیں۔

بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ

یائے مخلوط

وہ ی جو کسی حرف کی آواز میں مرکب ہو یا اپنے سے پہلے حرف سے مرکب ہوتی ہے۔ اور اس مرکب کو ایک حرفی شمار کرنا چاہئے۔ یہ ہندی الفاظ میں آتی ہے۔ اور یہ چند الفاظ ہیں مثلاً کیا، کیوں، پیار، دھیان، گیارہ، کیاری، نیولا، چیونٹی، ڈیوڑھی، بیونت (جسم کے مطابق کپڑا کاٹنا) پیوسی (بچہ دینے کے بعد گائے وغیرہ کا دودھ) جیوڑا (جان) شیو، کیوں کہ اور کیوں کر وغیرہ۔

نون مخلوط

وہ نون جو کسی حرف کی آواز میں مرکب ہو یا اپنے سے پہلے حرف سے مرکب ہوتا ہے۔ اور اس مرکب کو ایک حرف شمار کرنا چاہئے۔ مثلاً انگرکھا، بندھا، دھنواں، بھنور، ہنسنا، مینڈھی، تندورتنگوی، جنگلا، بندوز، (لونڈی) پنڈول، کنواں وغیرہ۔

نون غنہ

وہ نون جو کسی حرف علت (و۔ا۔ی) کے بعد آئے گر جاتا ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا۔ مثلاً جھونکا، جانگ، ڈینگ، بانس، رانڈ، گیند، گونگا، سانس، پھانس، کیوں، میں، ہیں، زیں، آسماں، کنواں، دھنواں، نہیں، تمھیں، ہمیں، بانکا، اندھیرا، کانچ، جانچ، آنچ، سانجھ، مانجھ، سینگھ، چاند، وغیرہ کا نون غنہ گر جاتا ہے۔

البتہ نون غنہ سے پہلے کوئی حرف علت نہیں تو وہ نون غنہ تقطیع میں شمار ہوگا۔ جیسے رنگ، ستک بھنگ، جنگ، ڈنگ، گنگا، نیز نون غنہ جب دوسرے مصرعے کے آخر میں ہوتا ہے تو بہ حالت میں تقطیع میں شمار کیا جاتا ہے۔

نون غنہ کا میم ہونا وہ نون غنہ بھی شمار کیا جائے گا جس سے پہلے الف (حرف علت) ہو لیکن وہ نون میم سے بدل گیا ہو۔ مثلاً انبہ امبہ، انبیا، امبیا، منبہ ممبہ، ممبع انبار، امبار، انبساط، امبساط۔

ملفوظی غیر مکتوبی

وہ حرف جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں اور لکھنے میں نہ آئیں ایسے حرف بھی تقطیع میں شمار کیے جاتے ہیں۔

مشدد تشدید والے حرف کو مشدد کہتے ہیں۔ جو ایک دفعہ لکھا جاتا ہے اور دو دفعہ بولا اور پڑھا جاتا ہے۔ یہ حرف پہلے ساکن پھر متحرک ہوتا ہے مثلاً ملوّن (ملوون)، تعزیّت (تعزی یت) قزّاقی (قززاقی) مشدّد (مشددد) الغرض تشدید والا حرف تقطیع میں دو بار آتا ہے۔ تشدید کی علامت یہ (ّ) ہے جو مشدد حرف پر ہوتی ہے۔

الف ممدودہ مد والے الف کو الف ممدودہ کہتے ہیں جو ایک دفعہ لکھا جاتا ہے۔ اور دو دفعہ بولا جاتا ہے اور پڑھا جاتا ہے یہ دو حرفی لفظ ہے پہلے متحرک اور پھر ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً آتا (اَاتا) آج (اَاج) آمد (اَامد) وغیرہ کا الف تقطیع میں دو الف شمار کیا جاتا ہے۔ مد کی علامت (~) ہے جو الف کے اوپر ہوتی ہے۔

الف مقصورہ وہ الف جو لکھنے میں کھڑا زیر ہوتا ہے وہ بھی الف ساکن شمار ہوتا ہے جیسے الٰہی، موسیٰ، عیسیٰ، مصطفیٰ، صغریٰ، کبریٰ اور معنیٰ میں ہے۔

اضافت یا یائے باطنی علامت اضافت (زیر) کو جب اتنا کھینچ کر پڑھایا بولا جائے کہ وہ ی سمجھی جائے تو اسے تقطیع میں ایک حرف شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً تیغ جفا (تیغے جفا) عروس چمن (عروسے چمن) وغیرہ البتہ اگر ہلکا بولا اور پڑھا جائے تو جس حرف کے نیچے اضافت (زیر) ہو۔ وہ حرف تقطیع میں متحرک شمار ہوتا ہے۔

ہمزہ واؤ جس واؤ پر ہمزہ ہوتا ہے اگرچہ وہ بظاہر ایک حرف ہے۔ لیکن تقطیع میں دو حرفی شمار ہوتا ہے پہلے متحرک اور پھر ساکن مثلاً روف (چار حرفی) طاؤس (پنج حرفی) ماؤف (پنج حرفی) شمار کیا جائے گا۔

ہمزہ ی جس ی پر ہمزہ ہوتا ہے اگرچہ وہ بظاہر ایک حرف ہے۔ لیکن تقطیع میں دو حرفی شمار ہوگا مثلاً کئی (سہ حرفی) کوئی (چار حرفی) شمار کیا جائے گا۔

حروفِ علت اور ان کا عمل

و، ا، ی کو حروف علت کہتے ہیں۔ ان میں سے جب کوئی حرف کسی لفظ کے آخر میں ہوتا ہے تو بعض اوقات ملفوظی ہونے کے باوجود گر جاتا ہے۔ گویا کہ ہیں تو یہ حرف ملفوظی ہی اور اشعار میں اور جملوں میں جب آتے ہیں تو بولے اور پڑھے بھی جاتے ہیں مگر بعض اوقات ضرورت شعر کی بنا پر گر جاتے ہیں اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتے بلکہ صرف اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کی وہی حالت ہوتی ہے جو ہائے مختفی کی ہوتی ہے۔ لیکن یہ صورت صرف ہندی الفاظ میں پیش آتی ہے۔ فارسی عربی الفاظ میں نہیں ان تینوں حروف کی تفصیل ترتیب وار درج ذیل ہے۔

واوِ علّت

واوِ مجہول ہندی وہ ہندی واؤ جس سے پہلے حرف پر مجہول ہلکا سا پیش یا زیر ہو اسے ضرورتِ شعری کی بنا پر گرایا جا سکتا ہے۔ اور اسے تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا مثلاً جو، تو، سو، رو، کو، ہو، رکھو، چکھو، دو، سنو، دیکھو، آؤ، جاؤ، چھو، رو، تو اور، اٹھو، وغیرہ کی واؤ ضرورتاً گرائی جا سکتی ہے۔

واوِ معروف ہندی وہ ہندی واؤ جس سے پہلے حرف پر پیش ہو اور جو بخوبی پڑھی اور بولی جائے وہ واؤ ضرورتِ شعری کی بنا پر گر جاتی ہے۔ اور اسے تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً سو، لکھنو، ٹٹو، گھریلو، چارسو، تو، جگنو، ڈمرو، گھنگرو، وغیرہ کی واؤ ضرورتاً گرائی جا سکتی ہے۔

نکتہ یہ صورت صرف ہندی الفاظ میں جائز ہے۔ فارسی عربی الفاظ میں جائز نہیں مثلاً خوش بو کو بہ کو، وغیرہ کی واؤ گرانی جائز نہیں۔

الفِ علت

الفِ وصل وہ الف جو کسی اسم یا لفظ کے شروع میں ہو اور وہ مصرع کا پہلا لفظ نہ ہو بلکہ درمیان میں کسی جگہ ہو اور اس سے پہلے کوئی ساکن حرف ہو تو وہ الف گرایا جا سکتا ہے اور اس الف کی حرکت اس سے پہلے حرف کو دے دی جاتی ہے جو پہلے ساکن ہوتا ہے اور وہ اس حرکت سے متحرک ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر، اتنا، انس، ادب افشاں، ایسے، اکثر، ادھل، اہل، اکبر، ایک، اس الفاظ، ان، ارکان، وغیرہ کا الف گر سکتا ہے۔ ان کی حسب ذیل صورتیں ہوتی ہیں۔

اصل صورت	بدلی ہوئی صورت	عملی صورت
علم اپنے واسطے	عل مپنے واسطے	الف گر گیا اور م ساکن متحرک ہوگئی
پر افشاں نکلا	پرفشاں نکلا	الف گر گیا اور ساکن ر متحرک ہوگئی
غم اگر اتنا تھا	غم گرتنا تھا	الف گر گیا اور ساکن ر متحرک ہوگئی
گر ایسا ہی	گریسا ہی	الف گر گیا اور ساکن ر متحرک ہوگئی

وہ الف جو ہندی[1] اسماء کے آخر میں آتا ہے جو بعض اوقات ضرورتاً گرایا جا سکتا ہے اور تقطیع میں شمار نہیں ہوتا مثلاً اندھیرا، خدا، سرا، ذرا، ہوا، اتنا یہ الف ساکن ہوتا ہے اور جب گر جاتا ہے تو اس سے پہلا حرف متحرک رہ جاتا ہے۔

فارسی۔ عربی اسماء کے آخر کا الف گرایا نہیں جا سکتا۔

الف آخر فعل ہندی

وہ الف جو ہندی افعال کے آخر میں آتا ہے وہ بھی ضرورت شعری کی بنا پر گرایا جا سکتا ہے مثلاً دیتا، آیا، سہتا، ہوا، سیا، چھپایا، گرا، پڑا، تھا، کا الف گر سکتا ہے۔ اور گرنے کی حالت میں ان الفاظ کی حسب ذیل صورت رہتی ہے۔ دیت، آی، سہت، ہو، سی چھپای، گر، پڑ، تھ، وغیرہ۔

الف آخر مصدری ہندی

وہ الف جو ہندی مصدروں کے آخر میں آتا ہے وہ بھی ضرورت شعری کی بنا پر گرایا جا سکتا ہے۔ مگر مستند اور صاحب کمال شاعر اس الف کا گرانا اچھا نہیں سمجھتے مثلاً آنا، جانا، دیکھنا، ہنسنا، وغیرہ کا آخری الف گرایا جا سکتا ہے اور گرنے کی حالت میں ان الفاظ کی حسب ذیل صورت رہتی ہے۔ آن، جان، دیکھن، ہنسن وغیرہ۔

---

[1] ہندی الفاظ سے مراد یہ ہے کہ اُردو کے وہ الفاظ جو فارسی۔ عربی نہیں بلکہ ہندی زبان سے اُردو میں آئے ہیں۔ چند اسماء اور ترکیب کے سوا اُردو میں تمام افعال، اسماء وغیرہ ہندی ہی کے ہیں۔

ہندی اضافت اور حروف تشبیہ کا الف

ہندی حروف تشبیہ یا ہندی اضافت کا الف بھی ضرورتِ شعری کی بنا پر گرایا جا سکتا ہے مثلاً کا سا، جیسا، میرا، تیرا، ہمارا، کا الف گرایا جا سکتا ہے۔ اور گرنے کی حالت میں ان الفاظ کی صورت حسب ذیل ہوتی ہے۔ ک، س، جیس، میر، ہمار، تمار، وغیرہ اگر گرانے کی صورت نہ ہو تو بدستور رہتا ہے۔

یائے علت

یائے مجہول ہندی

ہندی الفاظ کی یائے مجہول (ے) بھی ضرورتِ شعری کی بنا پر گرائی جا سکتی ہے مثلاً سے، تجھے، بے، کے، نے، بھرے، پھرے، ...مرے، رکھے، پھیکے، وغیرہ غرض یہ کہ جتنے الفاظ میں یائے مجہول آتی ہے گرائی جا سکتی ہے۔ گرنے کی صورت میں ان الفاظ کی صورت مندرجہ ذیل ہوتی ہے۔ س، تجھ، ب، ک، ن، بھر، پھر، ...مر، رکھ، پھیک وغیرہ اگر گرانے کی صورت نہ ہوتی تو بدستور رہتی ہے۔

یائے معروف ہندی

ہندی الفاظ کی یائے معروف کی بھی گرائی جا سکتی ہے مثلاً ایسی، ویسی، کیسی، روٹی، دھوتی، روئی، ہوتی وغیرہ جتنے الفاظ میں یائے معروف (ی) آتی ہے۔ حسبِ ضرورت گرائی جا سکتی ہے۔ اگر گرانے کی ضرورت نہ ہو تو بدستور رہتی ہیں۔ گرانے کی حالت میں ان الفاظ کی صورت مندرجہ ذیل ہوگی۔ ایس، ویس، کیس، روٹ، دھوت، روئ، ہوت وغیرہ۔

یائے درمیانی ہندی

وہ یائے معروف و مجہول جو ہندی الفاظ کے درمیان میں آتی ہے وہ بھی گرائی جا سکتی ہے۔ مثلاً ہیں، میں، کہیں، یہیں، وہیں، ہمیں، تمہیں، کریں، ہنسیں، رہیں نہیں، وغیرہ کی یائے مجہول و معروف گرائی جا سکتی ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ معروف و مجہول بہ ظاہر درمیانی ہے۔ یعنی لفظ کے بیچ میں آتی ہے ورنہ عروض کی

قاعدہ کے اعتبار سے ان الفاظ کا آخری حرف نون غنہ ہے جو گر جاتا ہے اور یائے مجہول و معروف آخری رہ جاتی ہے اور سقوط یائے معروف و مجہول کے قاعدے کے مطابق گر جاتی ہے اور ان الفاظ کی شکل مندرجہ ذیل رہ جاتی ہے۔

ہم، کہہ، یہہ، وہ، ہم، تجھ، سُن، رہ، تھہ۔ اگر سقوط (گرانے) کی ضرورت پیش نہ آئے تو بدستور قائم رہتی ہے صرف نون غنہ حسب قاعدہ گر جاتا ہے۔

نکتہ یہ عمل ہندی الفاظ کی یائے معروف و مجہول کے ساتھ روا ہے لیکن عربی فارسی یائے معروف کے ساتھ جائز نہیں مثلاً ہندی، قطعی، امیری، غریبی، شاعری، وغیرہ عربی فارسی الفاظ کی ی گرائی نہیں جا سکتی۔

علاماتِ جمع

علامت جمع کی ے ہندی اسماء کی جمع کی ے گرائی جا سکتی ہے مثلاً لڑکے۔ ٹکڑے گھوڑے وغیرہ اگر ضرورت نہ ہو تو گرائی نہ جائے۔ گرانے کی حالت میں ان الفاظ کی صورت مندرجہ ذیل رہتی ہے لڑک، ٹکڑ، گھوڑ وغیرہ۔

علامت جمع کی ی، ں ہندی قاعدے سے بنائی ہوئی جمع کے ی، ں بھی گرائے جا سکتے ہیں مثلاً آنکھیں، نظریں، قلمیں، غزلیں۔ وغیرہ کے ی، ں گرائے جا سکتے ہیں اور گرانے کے بعد ان کی صورتیں یہ ہوتی ہیں۔ نظر، قلم، غزل، لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو گرایا نہ جائے۔

علامت جمع کے و، ں ہندی قاعدے سے بنائی ہوئی جمع کے و، ں بھی گرائے جا سکتے ہیں مثلاً آنکھیں، نظروں، قلموں، غزلوں، وغیرہ کے و، ں گرائے جا سکتے ہیں اور ان کے

گرانے کے بعد ان کی یہ صورتیں رہتی ہیں۔ آنکھ، نظر، قلم، غزل، وغیرہ لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو گرایا نہ جائے بعض اہلِ فن ان کا گرانا جائز نہیں سمجھتے۔

ہائے ہوز

ی، تم ہی، اور ہی، وغیرہ کچھ لفظ ایسے ہیں کہ جن کی ہائے ہوز گرائی
ہو، آپی، تمی، اور ی رہ جاتے ہیں مگر مو، تحریر میں ان کی اصل

ساکن حروف کا متحرک ہونا اور گرنا

ایک ساکن

جب کسی لفظ میں متحرک حرف کے بعد ایک ساکن ہو تو وہ ساکن ہی رہتا ہے مثلاً اَبْ، جَبْ، سَبْ، وغیرہ کی بْ ساکن ہی رہے گی۔

دو ساکن

جب کسی لفظ میں دو ساکن حروف برابر ہوتے ہیں تو پہلا ساکن حرف ساکن ہی رہتا ہے اور دوسرا ساکن حرف متحرک ہو جاتا ہے مثلاً خون، رنج، خیر، قدر، مست، زخم، داغ میں دو ساکن حرف ہیں لہٰذا پہلا ساکن حرف ساکن ہی رہا۔ اور دوسرے ساکن متحرک کر لیا جاتا ہے۔ اور ان کی شکل یہ ہوگی خون، رنج، خیر، قدر، مست، زخم، داغ اور یہ فَاعُ کے وزن ہوں گے۔

تین ساکن

جب کسی لفظ میں تین ساکن حرف برابر برابر ہوتے ہیں تو پہلا ساکن حرف ساکن ہی رہتا ہے۔ دوسرا حرف متحرک ہو جاتا ہے مگر تیسرا ساکن حرف گرا دیا جاتا ہے۔ مثلاً دوست

گوشت، پوست، راست، کوفت، سوخت، وغیرہ کا تیسرا ساکن حرف ت گر جاتا ہے اور ان الفاظ کی یہ صورت رہ جاتی ہے۔ دوس، گوش، پوس، راس، کوف، سوخ، اور تقطیع میں ان کا وزن فاع کے برابر ہوتا ہے۔

پہلے مصرع کے آخر میں کئی ساکن

اگر پہلے مصرع کے آخر میں کئی ساکن ہوں اور دوسرا اور تیسرا ساکن بحر سے باہر ہو تو تیسرا ساکن گر جاتا ہے اور دوسرا ساکن زحاف کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہماری رائے میں مبتدیوں کو دوسرے ساکن کو بھی گرا ہوا سمجھنا چاہیے تاکہ الجھن نہ ہو مہارت ہونے پر زحاف کی شکل خود بخود سمجھ میں آ جائے گی۔ گویا مبتدی یہ یاد رکھیں کہ اگر پہلے مصرع کے آخر میں تین ساکن ہیں تو آخری دو ساکن گر جاتے ہیں۔

متحرک کا ساکن ہونا

بعض جگہ رکن میں ساکن حرف ہوتا ہے لیکن جو حرف لایا جاتا ہے اس میں متحرک حرف ہے تو اسے ساکن کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً اس مصرع میں کہ "تم نے بات نہ مانی میری" اس میں بات کی ت دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہے اور نہ کا نون متحرک تھا اسے ساکن کر لیا گیا ہے اب یہ لفظ باتن ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس کی تقطیع یوں ہوگی۔

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ
تم نے	باتن	مانی	میری

ہدایت

﴿سیکھنے کے دوران کی ہدایتیں﴾

ا۔ تقطیع کے وقت ان کا لکھنا نہ لکھنا برابر ہے جو حروف تقطیع میں گر جاتے ہیں۔ لیکن اگر اصل شکل قائم رکھنا مناسب ہو تو لکھے جا سکتے ہیں۔

ب۔ جو حرف تقطیع میں گر جاتے ہیں اگر انہیں لکھ جائے تو بہتر یہ ہے کہ ان کے نیچے ضرب کا

نشان (×) بنادیا جائے۔

ن۔ تقطیع کرنے کی حالت میں اگر کوئی لفظ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بے معنی ہو جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

د۔ اگر دو ساکن ہوں اور دوسرے کو متحرک کیا جائے تو اس کے اوپر جزم ( ) اور نیچے ایک خط کھینچ دیا جائے تا کہ یاد رہے کہ یہ حرف پہلے ساکن تھا پھر متحرک ہوا ہے جیسے عشق فکر۔

تقطیع کی مشق

۱۔ تقطیع کے لیے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ تقطیع کے اصول وضوابط کو کئی بار سمجھ سمجھ کر پڑھ لیا جائے تا کہ تبدیلی سے جو صورتیں بنتی ہیں وہ یاد ہو جائیں۔

۲۔ تقطیع میں پہلے ساکن و متحرک کی شناخت پیدا کی جائے یعنی یہ معلوم کیا جائے کہ شعر میں متحرک حروف کون کون سے ہیں اور ساکن حروف کون کون سے ہیں اور اس کے لیے مناسب تدبیر یہ ہے کہ مشق کے واسطے بحروں کے ذیل میں جو اشعار دیے گئے ہیں ان پر اعراب لگائے جائیں اور کسی واقف کار کو دکھایا جائے کہ یہ صحیح لگائے گئے ہیں یا نہیں الغرض اگر کوئی بیس پچیس اشعار پر اعراب لگا لیے جائیں تو ساکن و متحرک کی شناخت پیدا ہو جائے گی۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

۳۔ بعد ازاں دو اور تین ساکنوں پر نظر ڈالی جائے دوسرے ساکن کو متحرک بنایا جائے اور اس کے نیچے خط کھینچ دیا جائے اور تیسرے ساکن کو گرا دیا جائے اور اس کے نیچے ضرب کا نشان (×) بنا دیا جائے۔

۴۔ اس کے بعد واؤ معدولہ نون غنہ اگر ہو تو اس پر خط کھینچ لیا جائے تا کہ یاد رہے کہ یہ تقطیع میں شمار نہ ہوں گے۔

۵۔ جب اشعار کو اس طرح دیکھ لیا گیا ہو تو پھر یہ دیکھا جائے کہ وہ کون سی بحر کے ذیل میں لکھے ہیں جس بحر کے ذیل میں ہوں اسی بحر کے ارکان کو ترتیب وار اعراب سمیت لکھ لیا جائے۔ اور ارکان

کے درمیان قدرے فاصلہ چھوڑا جائے بہتر یہ ہے کہ کاپی کے ورق کو چار حصوں پر تقسیم کر لیا جائے اور ہر حصے میں ایک رکن لکھ لیا جائے اور پھر شعر کے الفاظ کو ان ارکان کے نیچے اس طرح لکھ جائے کہ متحرک۔ متحرک کے نیچے اور ساکن۔ ساکن کے نیچے آ جائے۔ مثال کے طور پر یہاں ایک شعر کی تقطیع لکھی جاتی ہے۔

تقطیع کی مثال

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
فروغِ شا	نِ محبوبی	ہے کس کے عہ	د و پیاں میں
جمالِ دل	ربائی گل	فشاں ہے کس	کے داماں میں

پہلے مصرع کا عمل

۱۔ پہلے رکن میں غ کے نیچے اضافت کا زیر ہے جو قاعدہ نمبر ۵ کے مطابق دوحرفی ہو گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں ن کے نیچے بھی اضافت کا زیر ہے جو قاعدہ نمبر ۵ کے مطابق دوحرفی نہیں ہوا بلکہ ایک حرفی ہے۔

۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے مجہول ممدودی ہے جو قاعدہ نمبر ۲۵ کے مطابق گر گئی ہے اور صرف ہ رہ گئی ہے جو ایک حرفی ہے۔

۴۔ چوتھے رکن میں دو کا واؤ حرف علت ہونے کی وجہ سے قاعدہ نمبر ۱۸ کے مطابق گر گیا ہے اور د رہ گیا ہے۔

۵۔ چوتھے ہی رکن میں پیاں اور میں کے نون غنہ قاعدہ نمبر ۱۱ کے مطابق گر گئے ہیں۔ اور اب مصرع کی شکل یہ ہو گئی ہے۔

فروغے شا	نِ محبوبی	ہِ کس کے عہد	دُ پیا مے

دوسرے مصرع کا عمل

۱۔ پہلے رکن میں جمال کے لؔ کے نیچے اضافت کا زیر ہے جو قاعدہ نمبر ۱۵ کے مطابق دو حرفی (لے) ہو گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں ئی کے اوپر ہمزہ ہے جو قاعدہ نمبر ۱۷ کے مطابق دو حرفی ہو گیا ہے۔

۳۔ تیسرے رکن میں کے کی یائے مجہول ہندی ہے جو قاعدہ نمبر ۲۵ کے مطابق گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔

۴۔ چوتھے ہی رکن میں داماں اور میں میں نون غنہ ہے جو قاعدہ نمبر ۱۱ کے مطابق گر گئے اور داما اور مے رہ گئے ہیں اور اب مصرع کی شکل یہ ہے۔

ک داما مے	فشا ہے ئی	رہا ئی کل	جمالے دل

۵۔ تقطیع کی صورت میں شعر کے الفاظ کو خواہ اصل صورت میں لکھا جائے اور خواہ تبدیل شدہ صورت میں دونوں طرح جائز ہے ورنہ دونوں طرح لکھا جا سکتا ہے۔

۶۔ تقطیع کے دوران میں تقطیع کے اصول وضوابط کو ضرور پیش نظر رکھا جائے اور جہاں دشواری لاحق ہو گھبرا کر چھوڑا نہ جائے بلکہ تقطیع کے اصول وضوابط میں حل تلاش کیا جائے۔ اس طرح یہ کام آسان ہوتا چلا جائے گا۔

۷۔ بہتر یہ ہے کہ ابتدا میں چند اشعار کی تقطیع کسی استاد یا واقف فن کی مدد سے کی جائے تو قاعدوں کی تلاش کی زحمت سے نجات مل سکتی ہے اور طبیعت کو بھی کوفت اور تھکان نہ ہوگی بلکہ لطف آنے لگے گا اور دل لگنے لگے گا۔

الغرض اس طرح دس پندرہ غزلوں کی تقطیع کرنے سے تقطیع کے اصول وضوابط بھی یاد ہو جاتے ہیں اور تقطیع کرنے کی مشق بھی ہو جاتی ہے اور ارکانِ بحر بھی خود بخود یاد ہو جاتے ہیں۔

ارکانِ بحر: بعض مبتدیوں کو یہ گمان ہے کہ جو اشعار کسی بحر کے ذیل میں لکھے ہیں ان کی بحر کا تو علم ہے کہ وہ اسی بحر کے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ اور اشعار کے متعلق یہ کیسے سمجھا جائے کہ یہ کس بحر کے اشعار ہیں؟

یہ سوال دراصل قبل از وقت ہے دس پندرہ غزلوں کی تقطیع کرنے کے بعد اگر یہ احتمال باقی رہے اور یہ سوال پیدا ہو سکے تو ضرور کیا جائے ورنہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اتنی ہی مشق سے اس سوال کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔ اور طبیعت خود بہ خود بحر کی جستجو کرلے گی اور ڈھونڈ نکالے گی۔

اگر یہ نہ ہو سکا تو سمجھیے کہ ابھی مشق میں خامی اور مسلسل مشق سے اسے رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ اوزانِ بحر کو ازبر کرلیا جائے مگر یہ تدبیر ہمارے نزدیک زیادہ سودمند نہیں۔

بہرحال تقطیع کی مشق ہی عروض کی روح رواں ہے۔ اس سے بہت سے فائدے ہیں۔ لگاتار مشق کرتے رہنے سے عروض کے نکات و غوامض پر بھی عبور ہو جاتا ہے اور عروض میں کامل مہارت پیدا ہو جاتی ہے۔

سالم اور مزاحف بحروں کا نقشہ

﴿ مرکب بحریں ﴾

مفرد بحریں سالم۔۷	مرکب بحریں سالم۔۱۲
مفرد بحریں مزاحف۔۳۱	مرکب بحریں مزاحف۔۲۷

بحریں

تقطیع اور تشریح

اس عنوان کے تحت اب سلسلہ وار سالم اور مزاحف بحریں کے وزن لکھے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک شعر یا ایک مصرع کی تقطیع اور الفاظ و حروف میں جو تبدیلی ہوئی ہے اسے بھی لکھ دیا جاتا ہے تاکہ تقطیع کے سمجھنے میں آسانی اور سہولت ہو۔ نیز ہر بحر کے آخر میں تقطیع کی مشق کے لیے اشعار بھی لکھے جاتے ہیں جو اسی بحر کے ہیں جس کے تحت وہ لکھے گئے ہیں تاکہ ساتھ ہی ساتھ تقطیع کی مشق بھی جاری رہے۔

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ مشقیہ اشعار کی تقطیع سے تقطیع کے اصول وضوابط بھی ذہن نشیں ہو جاتے ہیں۔ بحروں کے اوزان بھی خود بخود یاد ہو جاتے ہیں اور تقطیع کی مشق بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ نیز اس فن کے غیر مانوس اور نہ مطبوع ہونے کی شکایت بھی رفع ہو جاتی ہے بلکہ دل لگنے لگتا ہے اور تقطیع کے نکات اس طرح وارد ہونے لگتے ہیں جس طرح یک شاطر کو شطرنج کی چالیں سوجھنے لگتی ہیں اور لطف آنے لگتا ہے۔

سالم اور مزاحف بحریں

سالم وہ بحر ہے جس کے ارکان بدستور ہوں اور ان میں زحاف کی وجہ سے کوئی تغیر یا تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ اور مزاحف وہ بحر ہے جس کے ارکان میں زحاف کی وجہ سے کوئی تغیر یا تبدیلی ہوئی ہو۔ ذیل میں پہلے سالم بحر اور پھر اس کی مزاحف بحریں لکھی جاتی ہیں۔

مثمن مسدّس اور مربع

جس بحر میں آٹھ رکن ہوتے ہیں اسے مثمن کہتے ہیں جس میں چھ ہوتے ہیں اسے مسدّس اور جس میں چار ہوتے ہیں اسے مربع کہتے ہیں۔

مفرد بحریں

۱۔ بحر ہزج سالم

مفاعیلن ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یوں سودا کا دل اٹکا

اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

تقطیع

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
ک دل اٹکا	کُ یُ سودا	ان ان زلفو	ن کھینچے شا
ر کو جھٹکا	ن دے زنجی	توا ہے یے	اسیرے نا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا اور اے کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت چ کو دیدی گئی اور اسے چے پڑھ دیا۔

۲۔ لفظ شانہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں زلفوں کا نون غنہ گر گیا اور زلفو رہ گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں کو کی واو علت گر گئی اور ک رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں یوں کا نون غنہ گر گیا اور یُ رہ گیا۔

۷۔ چوتھے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اسیر کے نیچے فارسی اضافت کا زیر ہے جس نے ے کی شکل اختیار کرلی اور وہ ایک ساکن حرف ہوگئی ہے۔

۹۔ لفظ ناتواں قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں تواں کا نون غنہ گر گیا اور توا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں یہ کی ہائے مختفی نے ے کی شکل اختیار کرلی ہے اور یے ہوگئی ہے۔

---

۱ دل کش آواز

۱۲۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ن رہ گیا۔
۱۳۔ لفظ زنجیر قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۴۔ چوتھے رکن میں زنجیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی۔

مشق نمبر ا تقطیع کرو۔

ا۔ فروغِ شانِ محبوبی ہے کس کے عہد و پیماں میں
جناب دل زبونی گل نشاں ہے کس کے داماں میں

۲۔ یہی دل سوز الفت ہیں یہی جانِ محبت ہیں
انھی مخمور آنکھوں میں نہاں سارا فسانہ ہے

۳۔ شرف حاصل ہے جن کو موجدِ بابِ فصاحت کا
وہی اخلاق ہم مشہور عالم دلّی والے ہیں

بحرِ ہزج کی مزاحف بحریں

بحرِ ہزج مثمن اخرب مفعولُ۔مفاعیلُن۔مفعولُ۔مفاعیلُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

اے دل نہ کر اس خط کا نظارہ کہ ہے افعی

تقطیع

مفعولُ	مفاعیلُن	مفعولُ	مفاعیلُن
اے دل ن	کر س خط کا	نظا ظار	کِ ہی افعی

ا۔ پہلے رکن کے آخر میں ہائے مختفی ہے جو شمار نہیں ہوئی اس لیے ن رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں اس کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت ر کو دے دی گئی اس ر۔س سے مل گئی کرس ہو گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں نظارہ کی ظ مشدد ہے جو دو بار شمار کی گئی ہے اور ہ (ہائے مختفی) شمار نہیں کی گئی اور نظار رہ گیا۔

۴۔ چوتھے رکن میں کہ کی ہ (ہائے مختفی) شمار نہیں کی گئی اور کَ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۲ تقطیع کرو۔

۱۔ ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

۲۔ دو چاند سے مکھڑے پر ڈالے ہوئے آنچل ہے
یا ابر کے سائے میں خورشید جہاں جھل ہے

۳۔ اے دوست کوئی مجھ سا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

مَفْعُوْلُ ۔مَفَاعِیْلُ ۔مَفَاعِیْلُ فَعُوْلُنْ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

مقدر نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا جوں شمع سراپا ہو اگر صرف زباں کا

تقطیع

مَفْعُوْلُ	مَفَاعِیْلُ	مَفَاعِیْلُ	فَعُوْلُنْ
مقدر	نہی اس کِ	تجل لی کِ	بیا کا
جو شمع	سراپا ہ	اگر صرف	زبا کا

نکتہ اگر کسی جگہ شعر میں عروض مفاعیلُ اور ضرب فعولُن ہے تو بھی جائز ہے۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مقدر کی رَ دوسرا ساکن ہے۔ اس لیے متحرک ہوگئی ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں نہیں کا نون غنہ گر گیا اور نہی رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں کی کی علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں تجلی کا لام مشدد ہے جو دو بار آیا ہے۔ تجل لی۔
۵۔ اسی رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں بیاں کا نون غنہ گر گیا اور بیا رہ گیا۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں جوں کا نون غنہ گر گیا اور جو رہ گیا۔
۸۔ اسی مصرع کے دوسرے رکن میں ہو کا واؤ علت گر گیا اور ہ رہ گیا۔
۹۔ اسی مصرع کے تیسرے رکن میں صرف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی۔
۰۔ اسی مصرع کے چوتھے رکن میں زباں کا نون غنہ گر گیا اور زبا رہ گیا۔

مشق نمبر ۳ تقطیع کرو۔

۱۔ گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

۲۔ بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

۳۔ چھوڑا مہ نخشب کی طرح دستِ قضا نے
خورشید ہنوز اس کی برابر نہ ہوا تھا

فاعلن۔ مفاعیلن۔ فاعلن۔ مفاعیلن۔
ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

بزمِ غیر سے اٹھنا یار کا تعجب ہے
معتقد ہوں میں اپنے جذبہ محبت کا

تقطیع

مَفَاعِیْلُنْ	فَاعِلُنْ	مَفَاعِیْلُنْ	فَاعِلُنْ
تعج جب ہے	یار کا	رسے اٹھنا	بزمِ غے
محب بت کا	جذبۓ	ہُ ے اپنے	معتقد

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں بزم کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت جو کھینچ کر پڑھا نہیں گیا
۔اور ایک حرفی رہا۔
۲۔ لفظ غیر قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں غیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۴۔ اسی رکن میں اٹھنا کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں تعجب کی جیم مشدد ہے اس لیے وہ دو حرفی شمار ہوگی۔
۷۔ دوسرے مصرع کے دوسرے رکن میں پہلے ہوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اس لیے
۸۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور ے رہ گیا۔
۹۔ تیسرے رکن میں جذبہ کی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے ے کی شکل اختیار کرلی ہے۔
۱۰۔ چوتھے رکن میں محبت کی ب مشدد ہے اس لیے دو حرفی شمار ہوتی ہے۔

مشق نمبر ۴ تقطیع کرو

۱۔ عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا

۲۔ دوست دار دشمن ہے اعتماد دل معلوم
آہ بے اثر دیکھی نالہ نارسا پایا

۳۔ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا

مفاعیلُ۔ مفاعیلُ۔ مفاعیلُ۔ فعُولُنْ۔

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نہ کھینچ آہ۔ نہ کھینچ آہ۔ دلِ یار ہے نازک

مفاعیلُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ	فعُولُنْ
ن کھینچ ہ	ن کھینچ ہ	دلے یار	ہ نازک

نکتہ مفاعیلُ مقصور ہے اور فعُولُنْ محذوف ہے۔

۱۔ پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی ہے اور ن رہ گیا۔
۲۔ اسی رکن کے کھینچ آہ میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے (اا) اور جس میں سے ساکن الف گر گیا اور متحرک الف کی حرکت چ کو دے دی اور پھر اسے چ میں شامل کر دیا گیا اور کھینچا ہو گیا۔
۳۔ اسی رکن میں آہ کی ہ دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہوگئی ہے۔

ہے۔ یہی عمل دوسرے رکن میں بھی ہوا ہے جو پہلے رکن میں ہوا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں دلؔ کے لامؔ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی اور لیے ہوگئی ہے۔

۶۔ اس رکن میں یارکی رؔ دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں ہےکی یائے علت گرگئی ہے اور ہؔ رہ گئی ہے۔

مشق نمبر۵ تقطیع کرو۔

۱۔ یہ ہستی وعدم ہیں نفسِ چند بشر کے
یہ جھوکے ہیں ہوا کے نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے

۲۔ یہ پڑتی ہے نظر جب کسی مرجھائی کلی پر
روتی ہے وہ شبنم گل خنداں کی ہستی پر

مفاعیلن۔مفاعیلن۔مفاعیلْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

نہ کھینچ اے شانہ زلفِ یار کو آہ　　　کہ دل بھی ہے اسی زنجیر میں قید

تقطیع

مَفَاعِیلُنْ	مَفَاعِیلُنْ	مفاعِیلْ
ن کھینچے شا	ن زلفے یا	ر کو آ ہ
کِ دل بھی ہے	اسی زنجی	رمے قید

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہؔ کی ہائے مختفی گرگئی اور نؔ رہ گیا۔

۲۔ اسی رکن میں اے کا الفِ وصل گرگیا اور اس کی حرکت چؔ کو ملی اور چ ے سے مل گئی اور کھینچے ہوگیا۔

۳۔ لفظ شانہ قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ دوسرے رکن میں نہؔ کی ہائے مختفی گرگئی اور نؔ رہ گیا۔

۵۔ اسی رکن میں زلف کی فؔ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے

سے ہوگئی ہے۔زلے۔

۶۔ لفظ یار قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ تیسرے رکن میں یار کی ر ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۸۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے اس لیے اا ہو گیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں آہ کی ہائے ہوز دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۱۰۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی ہے اور ک رہ گیا۔

۱۱۔ اسی رکن میں بھی میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۱۲۔ لفظ زنجیر قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں زنجیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۱۴۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا۔

۱۵۔ اسی رکن میں قید کی دال دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

نکتہ ایک ہی شعر میں ہزج مسدس مقصور اور ہزج مسدس محذوف کا آنا جائز ہے۔

انھیں خود اپنی یکتائی پہ ہے ناز   یہ حسنِ ظن صورت آفریں ہے

تقطیع

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلُ یا فعولن
انے خُداپ	نِ یکتائی	پہ ہے ناز
یہ حُسنے ظن	ذ صورت آا	فری ہے

مشق نمبر۶ تقطیع کرو۔

۱۔ نہیں دیتی دکھائی صورت زیست   غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج

۲۔ فلک ہر روز لاتا ہے نیا روپ   بدلتا ہے یہ کیا کیا بہروپیا روپ

بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض اشتر مسبغ

مفعولُ۔مفاعِلُن۔ مفاعیلانُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

کہتا ہے کہ اب نہ کھینچ تو آہیں   ہیں دل سے ترے تو ہم تلک راہیں

تقطیع

مفاعیلانُ	مفاعِلُنْ	مفعُوْلُ
چ تو اا ہیں	ک اب ن کے	کہتا ہ
تلک را ہیں	ترے ٹ ہم	ہے دل مِ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گر گئی اور کَ رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔
۴۔ لفظ کھینچ قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ کھینچ کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۶۔ تیسرے رکن میں کھینچ کی چ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۷۔ اسی رکن میں الف ممدودہ (آ) ہے جو دوحرفی (اا) ہو گیا ہے۔
۸۔ اسی رکن میں آہیں کا نون غنہ چوں کہ آخری رکن کے آخر میں ہے اس لیے برقرار ہے۔
۹۔ دوسرے مصرع کی پہلے رکن میں ہیں کا نون غنہ گر گیا ہے اور ہے رہ گیا ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترے رہ گیا ہے۔
۱۲۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور تُ رہ گئی ہے۔
۱۳۔ تیسرے رکن میں راہیں کا نون غنہ چوں کہ آخری رکن کے آخر میں ہے اس لیے برقرار ہے۔

مشق نمبر ۷ تقطیع کرو۔

۱۔ بیٹھا وہ رقیب کے جو پہلو میں	اٹھا ہے یہ دردِ دل کہ کھینچی آہ
۲۔ جی میں ہے کسی کو منہ نہ دکھلاؤں	اک کھینچ کے آہِ سرد مر جاؤں
۳۔ پہنے جو وہ گل عذار ہے تعویذ	دکھلاتا عجب بہار ہے تعویذ

بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض

مفعول۔مفاعلن۔مفاعیلن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

کہتے ہیں کہ وہ نگار آتا ہے   کیا فائدہ جی ہی تن سے جاتا ہے

تقطیع

مفعول	مفاعلن	مفاعیلن
کہتے ہ	ں کہ وہ نگا	ر آا تا ہے
کا فا ء	دَ جی ہِ تن	سِ جاتا ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہیں کا نون غنہ اور یائے علت گر گئے اور ہ رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ک رہ گیا۔

۳۔ لفظ نگار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں نگار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی اور الف ممدودہ دو حرفی ہو گیا ہے۔ آا

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کیا کی ی یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اس لیے کا رہ گیا۔

۶۔ لفظ فائدہ قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۷۔ دوسرے رکن میں فائدہ کی ہائے مختفی گر گئی اور فائد رہ گیا۔

۸۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا۔

۹۔ تیسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا۔

مشق نمبر ۸ تقطیع کرو۔

۱۔ گل پھولے جو تھے چمن میں جھڑتے ہیں
وہ نقش و نگار سب بگڑتے ہیں

۲۔ کیا پوچھتا حال ہے تو بلبل کا
جو اس پہ گزرنی تھی وہ گزری ہے

بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف

مفعُولُ ۔ مفاعِلُن ۔ فعُولُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

دیوانہ روئے یار ہوں میں   اس کام میں ہوشیار ہوں میں

تقطیع

مفعُولُ	مفاعلن	فعولن
دیوان	ہ روے یا	ر ہو ے
اس کام	م ہوشیا	ر ہو ے

۱۔ لفظ دیوانہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۲۔ دوسرے رکن میں نہ کی ضمت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی اس لیے یک حرفی ہے۔
۳۔ اسی رکن میں روئے کی ضمت بھی کھینچ کر نہیں پڑھی گئی اس لیے یہ بھی یک حرفی ہے۔
۴۔ لفظ یار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ اسی رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا ہے۔
۷۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کام کی م دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۹۔ دوسرے رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا ہے۔
۱۰۔ لفظ ہوشیار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۱۱۔ تیسرے رکن میں ہوشیار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔
۱۲۔ اسی رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۹ تقطیع کرو۔

(۱) آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے   جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجے
(۲) اے خانہ خراب یہ خرابی   دیکھ آپ کو اے دل اور سنبھل کچھ
(۳) گل چین تجھے کیا تری بلا سے   گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

بحرِ ہزج مسدس اخرم محذوف اشتر

مفعُولُن۔فاعِلُن۔فعُولُن۔ایک

مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

دیکھا ہے روئے یار میں نے　　　　دیکھی ہے اک بہار میں نے

تقطیع

فعُولُن	فاعِلُن	مفعُولُن
رے نے	روئے یا	دیکھا ہے
رے نے	ک بہا	دیکھی ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن کے دیکھا میں ہائے مخلوط ہے جو کاف سے مل کر ایک حرف بن گئی ہے اور شمار نہیں کی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن کے روئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی اس لیے ایک حرفی ہے۔

۳۔ لفظ یار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوئی ہے۔

۵۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن کے دیکھی میں ہائے مخلوط ہے جو کاف سے مل کر ایک حرف بن گئی ہے اور شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ لفظ بہار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۸۔ تیسرے رکن میں بہار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۹۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۰ تقطیع کرو۔

۱۔ کاتا دن تو تڑپ تڑپ کر　　　　آفت کی رات سر پر آئی

۲۔ گویا خرطوم اژدہا تھی　　　　صورتِ دیوار قہقہا تھی

۳۔ صبح کاذب کو دن نہ جانو　　　　ٹٹی دھوکے کی ہے یہ مانو

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور

مفعولُ۔مفاعلُن۔مفاعیلْ۔

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

رہتا ہے سدا خیالِ دل دار ــــ ہے طالبِ باغ ہوں نہ گل زار

تقطیع

مفاعیلْ	مفاعلُن	مفعولُ
ل دل دار	سدا خیا	رہتا ہ
ں گل زار	بِ باغ ہو	نے طالِ

نوٹ۔یہ مثنوی کی بحر ہے۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہے کی یائے [illegible] گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۲۔ لفظ خیال قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں خیال کے ل کے نیچے زیر (فارسی اضافت) ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۴۔ دوسرے مصرع میں لفظ طالب قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۵۔ دوسرے رکن میں طالب کی ب کے نیچے زیر (فارسی اضافت) ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۶۔ اسی رکن میں باغ کا غین دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔
۷۔ اسی رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا ہے۔
۸۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۱ تقطیع کرو۔

۱۔ بیڑے چکنے پان کے مزے دار ــــ قلیاں پہ مشک بو دھواں دھار
۲۔ چنچل پیاری تھی مادہ فیل اک ــــ جس پر ہو جائیں غش بد و نیک
۳۔ عشق رخ و زلف میں کیا کوچ ــــ شب آ کے رہا سحر کیا کوچ

نکتہ ۱۔ مسدس اخرب مقبوض محذوف ۲۔ مسدس اخرب مقبوض مقصور
۳۔ مسدس اخرم محذوف اشتر۔یہ تینوں وزن ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اگر انھیں ایک غزل میں جمع کرلیا جائے تو جائز ہے۔

۲۔ بحرِ رجز[1] سالم

مُستفعِلُن ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

ساغرِ مے گل رنگ کا بھر کر مجھے دے ساقیا!

زہدودروع جھگڑا ہے کیا عہدِ جوانی مفت ہے

تقطیع

مُستفعِلُن	مُستفعِلُن	مُستفعِلُن	مُستفعِلُن
ساغر مے	گل رنگ کا	بھر کر مجھے	دے ساقیا
زہدودروع	جھگڑا ہ کا	عہدے جوا	نی مفت ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے۔ اس نے یٔ کی صورت اختیار کرلی ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں رنگ کا نون غنہ چونکہ کسی حرف علت کے بعد نہیں اس لیے برقرار رہا۔

۳۔ اسی رکن میں رنگ کا کاف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں بھر کی بھ اور مجھے کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں زہدو کا واؤ معطوفہ ہے جو بدستور ایک حرف ساکن رہا۔

۶۔ دوسرے رکن میں جھگڑا کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ اسی رکن میں ہے کی ہائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۸۔ اسی رکن میں کیا کی ی مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔

۹۔ تیسرے رکن کے عہد میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے اور ساکن ے کی شکل اختیار کرلی ہے۔ عہدے۔

۱۰۔ لفظ جوانی قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ چوتھے رکن میں مفت کی ت دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

---

[1] اضطراب

مشق نمبر ۱۲ تقطیع کرو۔

۱۔ مستی میں لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
اے اہلِ مسجد اس طرف آیا ہوں میں بہکا ہوا

۲۔ مومن تم اور عشق بتاں اے پیر و مرشد خیر ہے
یہ ذکر اور موہنہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

بحرِ رجز کی مزاحف بحریں

بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون

مُفتَعِلُن ۔ مُفاعِلُن ۔ مُفتَعِلُن ۔ مُفاعِلُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ پہلا رکن مطوی دوسرا مخبون ہے۔

خوں جو کیا ہے بے گنہ تو نے میرا دل و جگر لیتے ہیں تجھ سے حشر میں اپنے یہ انتقام دو

تقطیع

مُفتَعِلُن	مُفاعِلُن	مُفتَعِلُن	مُفاعِلُن
خو ج کیا	ہ بے گنے	تو ن مرا	دلو جگر
لے نِ ہِ تجھ	سِ حشر مے	اپ نِ ی ان	تقام دو

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں خوں کا نون غنہ گر گیا اور خو رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں جو کا واو علت گر گیا اور ج رہ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں گنہ کی ہائے مختفی نے ے ساکن کی شکل اختیار کر لی ہے اور گنے ہو گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۶۔ اسی رکن میں میرا کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرا رہ گیا ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں دل و کا واو معطوفہ لام سے مل گیا ہے اور دلو ہو گیا ہے۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں پہلے ہیں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں تجھ کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۱۱۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔

۱۲۔ اسی رکن میں حشر کی ر دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔

۱۳۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۱۴۔ تیسرے رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۱۵۔ اسی رکن میں ہے کی ہائے مختفی گر گئی اور ی رہ گیا ہے۔

۱۶۔ لفظ انتقام قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۷۔ چوتھے رکن میں انتقام کی م دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۱۳ تقطیع کرو۔

۱۔ جام بہ کف اٹھ جو کوئی موجود ہے
صبر و قرار رہ نہ سکا وقت دوائے ہوش ہے

۲۔ قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

۳۔ لطفِ حیات چاہیے بس ذوق عمل جو ہو سوا
شمعِ حیات گل ہوئی ساز طرب خموش ہے

مفتعلن ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

چہرے کو اس بت کے قمر دیکھے تو جل جائے وہیں

تقطیع

مُفتَعلُن	مُفتَعلُن	مُفتَعلُن	مُفتَعلُن
جاءِ وہی	دیکھ تُ جل	بت کِ قمر	چہرِ کُ اس

۱۔ پہلے رکن میں چہرے کی یائے علت (یا ہائے مختفی) گر گئی اور ر رہ گئی۔

۲۔ اسی رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں دیکھے کے کھ میں بائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور دیکھے کی دوسری یائے علت گر گئی اور دیکھ رہ گیا ہے۔

۵۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور ت رہ گیا۔

۶۔ چوتھے رکن میں جانے کی یائے علت گر گئی اور جان رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں دیتیں کا نون غنہ گر گیا اور دیتی رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۴ تقطیع کرو۔

۱۔ ظلم کا اس سے طلب ذوق جگر سوختہ کیا

جو نہ سے چین کبھی جان سے دریں شکوہ بھی کیا

۲۔ جان غضب میں آ پڑی جیسے جنوں اس سے بچا

تا صبح مشفق تو ذرا کوئی ہنر مجھ کو بتا

مُستَفعِلُن ایک مصرع میں تین بار، پورے شعر میں چھ بار۔

ہم کو ملا جو لطف کوئے یار کا کب وہ صبا کو لطف ہے گل زار کا

تقطیع

مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن	مُستَفعِلُن
ہم کو ملا	جو لطف کو	ئے یار کا
کب وہ صبا	کو لطف ہے	گل زار کا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کو کی واؤ علت کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے برقرار رہی۔

۲۔ دوسرے رکن میں جو کی وہی حالت ہے جو پہلے رکن میں کو کی ہے۔

۳۔ اسی رکن میں لطف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۴۔ لفظ کوئے قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں کوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے۔

۶۔ اسی رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں وہ کی ہائے ہوز کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے گری نہیں۔

۸۔ دوسرے رکن میں کو کی واوٴ علت کھینچ کر پڑھی گئی ہے۔ اس لیے برقرار رہی ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں لطف کی وہی حالت ہے جو نمبر ۲ میں لکھی گئی ہے۔

۱۰۔ تیسرے رکن میں گل زار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

مشق نمبر ۱۵ تقطیع کرو۔

۱۔ آہ دل ناشاد نے ایسا کیا	ہرگز کسی جوگا نہیں رکھا مجھے
۲۔ اس عشق نے رسوا کیا میں کیا کہوں	ایسا کیا ایسا کیا میں کیا کہوں
۳۔ شور جنوں برپا کیا کس نے کیا	جس نے زمین و آسمان پیدا کیا

بحرِ رجز مسدس مطوی

مفتعلن۔ ایک مصرع میں تین بار پورے شعر میں چھ بار۔

ظلم کا اب اس سے گا لطف رہ گیا
جو نہ سنے شکوے کا کیا فائدہ ہے

تقطیع

مُفتَعِلُن	مُفتَعِلُن	مُفتَعِلُن
ظلم ک اب	اس میں کا	لطف رہ کا
جون سنے	شکو ک کا	فائدہ ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا۔

۳۔ تیسرے رکن میں لطف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوئی۔

۴۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا۔

۵۔ اس رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں جو کی واوٴ علت کھینچ کر پڑھی گئی لہٰذا گری نہیں۔

۷۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔

۸۔ دوسرے رکن میں شکوے کی یائے علت یا ہائے مختفی گر گئی اور شکو رہ گیا۔

(۹) اسی رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

(۱۰) تیسرے رکن میں فائدہ کی ہائے مختفی گر گئی اور دال متحرک ایک حرفی رہ گیا۔

مشق نمبر ۱۶ تقطیع کرو۔

۱۔ جان غضب میں ہے پڑی کیا میں کہوں — کچھ بھی کہا جاتا نہیں کیا میں کہوں
۲۔ کب سے ملا ہے یہ ہنر تجھ کو بلا — کہہ تو سہی مُنّی ذرا مجھ کو بتا

۳۔ بحرِ رمل سالم

فاعلاتن ۔ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

تیرے دیوانے کی خاطر زلف کی زنجیر ہے اب

تقطیع

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن
تیر دیوا	نے کِ خاطر	زلف کی زن	جیر ہے اب

۱۔ پہلے رکن میں تیرے کی دوسری یائے علت گر گئی اور تیر تین حرفی رہ گیا۔
۲۔ لفظ دیوانے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں کی کی یائے علت گر گئی اور کِ ایک حرفی رہ گیا۔
۴۔ تیسرے رکن میں زلف کی ف دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گئی۔
۵۔ لفظ زنجیر قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔
۶۔ چوتھے رکن میں زنجیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔

نکتہ بحرِ رمل سالم کو اردو میں بہت کم استعمال کرتے ہیں بلکہ کرتے ہی نہیں البتہ اکثر مزاحف استعمال کرتے ہیں کیوں کہ سالم اُردو کے مزاج کے موافق نہیں شعر بے لطف ہو جاتا ہے۔

مشق نمبر ۱۷ تقطیع کرو۔

زہرِ غم قسمت سے اپنی شیر مادر بن گیا ہے — جو لیا ساغر وہ مجھ کو جامِ کوثر بن گیا ہے
نونہال گلشن شاہی گرامی ہیں یہ دونوں

ا۔ بوریہ بنا

بحرِ رمل کی مزاحف بحریں

بحرِ رمل مثمن مقصور

فاعلاتن۔فاعلاتن۔فاعلاتن۔فاعلات

ایک مصرع میں ایک بار، پورے شعر میں دو بار

غیر جب کہتے ہیں مجھ سے چھوڑ دے تو کوئے یار

دیکھ کر ان کی طرف تکنے لگوں ہوں سوئے یار

تقطیع

فاعلات	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن
کوئے یار	چھوڑ دے تو	تے ہیں مجھ سے	غیر جب کہ
سوئے یار	نے لگو ہو	کی طرف تک	دیکھ کر ان

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں غیر کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

۲۔ لفظ کہتے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۳۔ دوسرے رکن میں پہلے ہیں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں مجھ کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ تیسرے رکن میں چھوڑ کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۶۔ اسی رکن میں چھوڑ کی ڑ دوسرا ساکن ہے جس کی وجہ سے متحرک ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں کوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۹۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے لہذا متحرک ہوگئی۔

۱۰۔ لفظ تکنے قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں لگوں اور ہوں کے نون غنہ گر گئے اور لگو اور ہو رہ گیا۔

۱۲۔ چوتھے رکن میں سوئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

مشق نمبر ۱۸ تقطیع کرو۔

۱۔ آمد آمد ہے خزاں کی جانے والی ہے بہار

روتے ہیں گل زار کے در باغباں کھولے ہوئے

۲۔ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں

۳۔ نقش پا سے منفعل حسن و جمال آفتاب

[illegible] آفتاب

ہدایت اس بحر کے محذوف اور مقصور (فاعلن اور فاعلات) دونوں زحاف ایک شعر میں جمع ہو سکتے ہیں۔ البتہ آخری مصرع میں جو زحاف ہوتا ہے وہی بحر کا نام ہوتا ہے۔

اس چمن میں مرغِ دل گاتے نہ آزادی کے گیت

آہ یہ گلشن نہیں ہے تیرے گانے کے لیے

فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

دل نہ کر منت زراہِ بے قراری بیش تر   ناز کو کرتی ہے یوں لحن وزاری بیش تر

تقطیع

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
دل نِ کرمن	نت زار ہے	بے قراری	بیش تر
ناز کو کر	تی ہ یوں	لحن زاری	بیش تر

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔

۲۔ لفظ منت قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۳۔ منت کا نون غنہ مشدد ہے جو دو بار آیا ہے۔ من نت

۴۔ دوسرے رکن میں راہ کی فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے لہٰذا راہے ہو گیا۔

۵۔ چوتھے رکن میں بیش تر کا شین دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں ناز کی ز دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

۷۔ لفظ کرتی قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۸۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں یاں کا نون غنہ گر گیا ہے اور یا رہ گیا ہے۔

۱۰۔ لفظ الحاح قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں ہش کا شین دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۹ تقطیع کرو۔

۱۔ چاندنی چھٹکی ہوئی ہے جلوہ افگن نور ہے

تختۂ گل ہو بہو جنت نگاہ طور ہے

۲۔ پھر وہ حسنِ دل ستاں گل پوش آرائش ہوا

پھر فضائے بوستاں رشک بہر طور ہے

۳۔ جس سے خفتہ ملک میں احساس بیداری ہوا

بالیقیں اخلاق وہ صبح وطن کا نور ہے

ہدایت۔ ایک مصرع میں رمل مثمن مقصور اور دوسرے میں رمل مثمن محذوف کا وزن ہو سکتا ہے۔

فَعِلاتُ۔ فَاعِلاتُن۔ فَعِلاتُ۔ فَاعِلاتُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نہ خدا ہی ہم سے راضی نہ یہ بت ہی ہم سے خوش ہیں

رہے یوں ہی بے ٹھکانے نہ ادھر کے نے ادھر کے

تقطیع

فَاعِلاتُن	فَعِلاتُ	فَاعِلاتُن	فَعِلاتُ
ہم سِ خش ہے	نَ ی بت ہِ	ہم سِ راضی	ن خدا ہِ
نے ادھر کے	نَ ادھر کِ	بے ٹھکانے	رہ یو ہِ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں نہ اور یہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن۔ی رہ گئے۔
۵۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گئی ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔
۷۔ اسی رکن میں خوش کی واو معدولہ گر گئی اور خش رہ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں رہے کی یائے علت گر گئی اور رہ ہو گیا ہے۔
۹۔ اسی رکن میں یوں ہی کا پہلا نون غنہ گرا پھر ہی کی یائے علت گر گئی اور یوہ رہ گیا۔
۱۰۔ دوسرے رکن میں ٹھکانے کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں نہ کی یائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔
۱۲۔ اسی رکن میں ادھر کی دھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۳۔ اسی رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور ک رہ گیا۔
۱۴۔ چوتھے رکن میں ادھر کی دھ ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۲۰ تقطیع کرو۔

۱۔ یہ نہ تھی ہماری قسمت جو وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

۲۔ ترے تیرِ نیم کش کو کوئی مرے دل سے پوچھے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

۳۔ یہ مسائلِ تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

بحرِ رمل مثمن مخبون مشعث مقصور فَاعِلَاتُنْ۔فَعِلَاتُنْ۔فَعِلَاتُنْ۔فَعِلَانْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شمع کو مونھ کے تیرے سامنے ہے کیا تاب   ہے جو خورشید ترا چہرہ وہ کرم شب تاب

تقطیع

فاعلاتن	فعلاتن	فعلاتن	فعلاتن
شمع کو مو	کَ ترے سا	منِ ہے کا	اب تاب
ہے جُ خرشی	د ترا چہ	رَ وُ کرے	شب تاب

نکتہ دونوں مصرعوں کے شروع میں یعنی پہلے رکن کے شروع میں فاعلاتن کی بجائے فعلاتن بھی ہوسکتا ہے۔

۱۔ پہلے مصرعے کے پہلے رکن میں منھ کا نون غنہ ملفوظ نہیں اور مو رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کَ رہ گیا۔

۳۔ اسی رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترے رہ گیا۔

۴۔ لفظ سامنے قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں سامنے کی یائے علت گر گئی اور سامنِ رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

۷۔ دوسرے مصرعے کے پہلے رکن میں جو کی واو علت گر گئی اور جُ رہ گیا۔

۸۔ اسی رکن میں خورشید کی واو معدولہ گر گئی اور خرشید رہ گیا۔

۹۔ لفظ خورشید قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں خورشید کی دال دو ساکن کے بعد متحرک ہو گئی ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں تیرا کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترا رہ گیا ہے۔

۱۲۔ لفظ چہرہ قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں چہرہ کی ہائے مختفی گر گئی اور چہر رہ گیا۔

۱۴۔ اسی رکن میں وہ کی ہائے مختفی گر گئی اور وُ رہ گیا ہے۔

۱۵۔ اسی رکن میں کرم فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے ساکن کے کی شکل اختیار کرلی ہے۔

مشق نمبر ۲۱ تقطیع کرو۔

۱۔ دردِ پہلو غمِ جاں کاہ مصیبت کی بات
کیا کہوں میں کہ ترے ہجر میں گزری کیا رات

۲۔ یہی دل ہے کہ ہوا تھا نہ کبھی غم ناک
یہی دل ہی کہ ہوا تیغِ قضا سے صد چاک

۳۔ غم شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز
[illegible] خون جگر سے مری [illegible] رنگین

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

یار کا چہرۂ رخشاں ہے دلا رشکِ دہِ گل
اور وہ کاکلِ مشکیں ہے عجب غیرتِ سنبل

تقطیع

فاعلاتن	فعلاتن	فعلاتن	فعلاتن
یار کا چہ	رہ رخشا	ہِ دلا رش	کِ دہے گل
اور وہ کا	کلِ مشکی	ہِ عجب غے	رتِ سنبل

نکتہ اگر دونوں مصرعوں کے شروع میں فاعلاتن کی بجائے فعلاتن ہو تو جائز ہے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔
۲۔ لفظ چہرہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں چہرہ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی لہٰذا ہ متحرک ہے۔
۴۔ اسی رکن میں رکشاں کا نون غنہ گر گیا اور رخشا رہ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۶۔ لفظ رشک قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں وہ کی فارسی اضافت کھینچ کر پڑھی گئی ہے لہٰذا ے کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اور کی ر دوسرا ساکن ہے اس وجہ سے متحرک ہوئی ہے۔

۹۔ اسی رکن میں وہ کی ہائے مختفی کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لیے گری نہیں۔

۱۰۔ لفظ کاکل قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ دوسرے رکن میں کاکل کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۲۔ اسی رکن میں مشکیں کا نون حذف کر دیا اور مشکی رہ گیا ہے۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے حطی گرا دی اور ہ رہ گیا۔

۱۴۔ چوتھے رکن میں غیرت کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

مشق نمبر ۲۲ تقطیع کرو۔

۱۔ گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے رزق رسانی
ترے لطف سے محروم نہ ہے خواندہ منکر

۲۔ کہ تو ستار ہے اور واقف اسرار نہانی
ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی

بحرِ رمل مسدس مخبون مشعث مقصور

فَاعِلاتُنْ۔فَعِلاتُنْ۔فَعِلانْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

داغ دل سینے میں آتش ہے آہ — آہ اک شعلہ سرکش ہے آہ

تقطیع

فَاعِلاتُنْ	فَعِلاتُنْ	فَعِلاتُنْ
داغ دل سی	نِ مِ آتش	ہے آاہ
آاہ اک شع	لہ سرکش	ہے آاہ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں داغ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۲۔ لفظ سینے قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں سینہ کی ہائے مختفی گر گئی اور سین رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا ہے۔

۵۔ اسی رکن میں آتش کا الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے (اا) پہلا متحرک دوسرا ساکن۔

۶۔ تیسرے رکن میں آہ کا الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے پہلا متحرک دوسرا ساکن۔

۷۔ اسی رکن میں آہ کی ہائے ملفوظ دراصل ساکن ہے مگر متحرک ہوگئی ہے۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں آہ ہے اور اس پر وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کے تیسرے رکن میں ہوا ہے

۹۔ لفظ شعلہ قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں شعلہ کی فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں آب ہے اس پر بھی وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کے تیسرے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۲۳ تقطیع کرو۔

۱۔ میں شہید غم الفت ہوں نسیم ۔۔۔ ہے کفن بھی مرا آخر صد چاک

۲۔ کاش یوں ہو غم الفت کے بغیر ۔۔۔ زندگانی مجھے دوبھر ہو جائے

نکتہ ان بحروں میں آخری رکن ۔ فعلُن ۔ فعلاتُ ۔ فعلانُ ۔ فعلُن ۔ فاعلانُ ۔
فاعلُن ۔ فعولُن ۔ ایک ساتھ آسکتا ہے۔

۴۔ بحر متقارب[1] سالم۔ مثمن

فعُولُن۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔

مجھے گل کے ہنسنے پہ آتا ہے رونا　　　　کہ اس طرح ہنسنے کی خوشی کسی کی

تقطیع

فَعُوْ لُنْ	فعُو لُنْ	فعُو لُنْ	فعُو لُنْ
مجھے گل	کَ ہنسے	پ اا تا	ہِ رونا
ک اس طر	ح ہنسے	کِ خو تھی	کسی کی

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مجھے کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۲۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کَ رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں ہنسنے میں نون غنہ مخلوط ہے جو شمار نہیں کیا گیا۔
۴۔ تیسرے رکن میں پہ کی ہائے مختفی گر گئی اور پ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے پہلا الف متحرک ہے اور دوسرا ساکن۔
۶۔ چوتھے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گر گئی اور کَ رہ گیا۔
۸۔ لفظ طرح قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۹۔ دوسرے رکن میں ہنسنے میں نون مخلوط ہے شمار نہیں کیا گیا۔
۱۰۔ اسی رکن میں کی کی یائے علت گر گئی اور کَ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ اسی رکن میں تھی کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۲۴ تقطیع کرو۔

۱۔ ترے سروقامت سے اک قدِ آدم　　　　قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں
۲۔ تماشا کر اے محوِ آئینہ داری　　　　تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
۳۔ بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب　　　　تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

---

[1] نزدیک

بحرِ متقارب کی مزاحف بحریں

بحر متقارب مثمن مقصور

فعولن۔فعولن۔فعولن۔فعول۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

الٰہی میں بندہ گنہ گار ہوں   گناہوں سے اپنے گراں بار ہوں

تقطیع

فعولن	فعولن	فعولن	فعول
الاہی	م بند	گنہ گا	رہوں
گناہو	س اپنے	گرابا	رہوں

نکتہ سالم اور مقصور دونوں ایک غزل میں لانا جائز ہے۔یہ مثنوی کی بحر ہے۔

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں الٰہی کے لام پر الف مقصورہ جو ساکن الف تحریر کیا ہے یعنی لاہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔

۳۔ اسی رکن میں بندہ کی ہائے مختفی الف ساکن سے تبدیل ہوئی اور بندا ہو گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں گنہ کی ہائے مختفی کھینچ کر پڑھی گئی ہے اس لئے گری نہیں۔

۵۔ لفظ گار قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۶۔ چوتھے رکن میں گنہ گار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

۷۔ اسی رکن کے آخر میں نون غنہ ہے جو آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں گناہوں کا نون غنہ گر گیا اور گناہو رہ گیا ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔

۱۰۔ تیسرے رکن میں گراں کا نون غنہ گر گیا اور گرا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ لفظ بار قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۲۔ چوتھے رکن میں بار کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۱۳۔ اسی رکن کے آخر میں نون غنہ ہے جو آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

مشق نمبر ۲۵ تقطیع کرو۔

۱۔ پلا ساقیا ساغرِ بے نظیر — پھنسی دامِ ہجراں میں بدر منیر
۲۔ کروں پہلے میں شکرِ پروردگار — کہ جس کے کرم کا نہیں کچھ شمار
۳۔ غریبوں کی حالت نہایت خراب — امیروں کی دنیا شراب و کباب
۴۔ پلا ساقیا مجھ کو جامِ شراب — وہ پانی کہ ہو جس میں موتی کی آب

بحرِ متقارب مثمن محذوف

فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعل۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

لبِ بامِ کثرت جو یکسر ہوئی — تلے کی زمیں ساری اوپر ہوئی

تقطیع

فعولن	فعولن	فعولن	فعل
لبے با	مِ کثرت	جُ یک سر	ہُ ئی
تلے کی	زمی سا	ر اوپر	ہُ ئی

نکتہ سالم اور محذوف کو ایک جگہ جمع کرنا جائز نہیں۔

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں لب میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی لہذا لبے ہوگیا ہے۔
۲۔ لفظ بام قطع ہوکر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں بام کی میم دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں جو کی واؤ علت گر گئی اور ج رہ گیا ہے۔
۵۔ چوتھے رکن میں ہو کی واؤ علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے مصرع کے دوسرے رکن میں زمیں کا نون غنہ گر گیا اور زمی رہ گیا ہے۔
۷۔ لفظ ساری قطع ہوکر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۸۔ تیسرے رکن میں ری کی یائے علت گر گئی اور ر رہ گیا۔
۹۔ چوتھے رکن میں وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کی چوتھے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۲۶ تقطیع کرو۔

۱۔ چمن بوئے گل سے مہکتا رہا	قفس کو میں حسرت سے تکتا رہا
۲۔ یہ ملا یہ لیڈر سبھی مطلبی	انھوں نے ڈبوئی ہے نیا بھری
۳۔ وہ بچپن کہ تھی پھول سی زندگی	نہیں بھولتی یاد جس کی کبھی

بحرِ متقارب مثمن مقبوض اثلم

فعولُ ۔ فعلن ۔ فعولُ ۔ فعلن ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یہ عشق اب کیا بسا ہے دل میں	کہ بحرِ خوں بہہ رہا ہے دل میں

تقطیع

فعولُ	فعلن	فعولُ	فعلن
یے عشق	اب کا	بسا ہ	دل مے
ک بحرِ	خو بہہ	رہا ہ	دل مے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یہ کی ہائے مختفی گر گئی اور یے رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوتی اور کا رہ گیا۔

۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۴۔ چوتھے رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں کہ حرف بیان کی ہائے مختفی گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔

۶۔ اسی رکن میں بحر کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۷۔ دوسرے رکن میں خوں کا نون غنہ گر گیا اور خو رہ گیا ہے۔

۸۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۹۔ چوتھے رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۷ تقطیع کرو۔

۱۔ تڑپ رہا ہوں میں نیم بسمل　　　خبر لے میری تو جلد آ کر

۲۔ جو کوئی ہم سے ستم کشوں کو　　　عبث ستا کر خفا کرے گا

۳۔ یہی کہیں گے کہ جاؤ صاحب　　　خدا تمھارا بھلا کرے گا

بحرِ متقارب مقبوض اثلم سولہ رکنی

فَعُوْلُ۔فَعْلُن۔فَعُوْلُ۔فَعْلُن

فَعُوْلُ۔فَعْلُن۔فَعُوْلُ۔فَعْلُن۔ایک مصرع میں ایک بار، پورے شعر میں دو بار

کرو توکل کہ عاشقی میں نہ یوں کرو گے تو کیا کرو گے

الم یہی ہے تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کرو گے

تقطیع

فَعُوْلُ	فَعْلُن	فعولُ	فعلن	فعولُ	فعلن	فعولُ	فعلن
کروت	وک کل	کہ عاش	قی مے	ن یو	رو گے	ت کاک	رو گے
الم یے	ہی ہے	ت درد	مندو	کہا ت	لک تم	دو ک	رو گے

۱۔ پہلے مصرع میں لفظ توکل قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۲۔ دوسرے رکن میں توکل کا کاف مشدد ہے لہٰذا دو حرفی شمار ہوا توک کل۔

۳۔ تیسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گر گئی ہے ک رہ گیا ہے۔

۴۔ لفظ عاشقی قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۵۔ چوتھے رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔

۶۔ پانچویں رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں یوں کا نونِ غنہ گر گیا اور یو رہ گیا ہے۔

۸۔ لفظ کرو قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۹۔ ساتویں رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور ت رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ لفظ کرو قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۲۔ دوسرے مصرع میں لفظ بھی قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۳۔ تیسرے رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور ت رہ گیا ہے۔
۱۴۔ اسی رکن میں درد کی آخری دال دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گئی ہے۔
۱۵۔ پانچویں رکن میں کہاں کا نون غنہ گر گیا اور کہا رہ گیا ہے۔
۱۶۔ لفظ تلک قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۷۔ لفظ کرو قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۸ تقطیع کرو۔

۱۔ تمھارا ہم سے ہار تم سے نہ اٹھ سکے گا عتاب ہرگز
اٹھے تو کیوں اٹھے بتاؤ کہ تم ہو نازک میں ناتواں ہوں

۲۔ وہ ہم سے چپ ہیں ہم ان سے چپ ہیں منانے والے منا رہے ہیں
شکایتیں دل کی ہو رہی ہیں مزے محبت کے آ رہے ہیں

۳۔ نہاں کے افشاں جنوں جبیں پر نچوڑ و زلفوں کو بعد اس کے
دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں

بحرِ متقارب مزاحف سولہ رکنی

ایک رکن اثلم و مقبوض دوسرا سالم
فَعَلُ۔فَعُولُنْ۔فَعَلُ۔فَعُولُنْ۔فَعَلُ۔فَعُولُنْ۔فَعَلُ۔فَعُولُنْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

سروِ خراماں ہے ترے قد پر اور گلِ تر بھی ہے ترے رخ پر
عاشقِ شیدا والہ و رسوا حیرتِ دل سے سوزشِ جاں سے

تقطیع

فَعَلُ	فَعُولُنْ	فَعَلُ	فَعُولُنْ	فَعَلُ	فَعُولُنْ	فَعَلُ	فَعُولُنْ
سرو	خراما	ہے ت	رِقد پر	اُر گ	لِ تر بھی	ہے ت	ررخ پر
عاشِ	قِ شیدا	والِ	ورسوا	حیرَ	تِ دل سے	سوز	شِ جاں سے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں سرو کی واؤ میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن میں خراماں کا نون غنہ گر گیا اور خراما رہ گیا ہے۔

۳۔ لفظ ترے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۴۔ چوتھے رکن میں تیرے کی درمیانی اور آخری یائے علت گر گئی اور تر رہ گیا ہے۔

۵۔ پانچویں رکن میں اور کی واو علت گر گئی اور ار رہ گیا ہے۔

۶۔ لفظ گل قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ چھٹے رکن میں گل کے لام کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی ہے۔

۸۔ اسی رکن میں تجھی کی تجھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔

۹۔ لفظ تیرے قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۰۔ ساتویں رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترے رہ گیا۔

۱۱۔ آٹھویں رکن میں تیرے کی آخری یائے علت بھی گر گئی اور تیر رہ گیا۔

۱۲۔ دوسرے مصرع میں لفظ عاشق قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۳۔ دوسرے رکن میں عاشق کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۴۔ تیسرے رکن میں وہ کی ہائے مختفی گر گئی اور و رہ گیا۔

۱۵۔ لفظ حیرت قطع ہو کر پانچویں اور چھٹے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۶۔ چھٹے رکن میں حیرت کی ت کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۷۔ لفظ سوزش قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۸۔ آٹھویں رکن میں سوزش کے ش کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ نہیں پڑھی گئی۔

۱۹۔ اسی رکن میں جاں کا نون غنہ گر گیا ہے۔

مشق نمبر ۲۹ تقطیع کرو۔

۱۔ کن کن اپنی کل کو رووے ہجراں میں بیکل اس کا
خواب گئی ہے تاب گئی ہے چین گیا آرام گیا

۲۔ احمد مرسل کانِ رسالت جانِ ولایت مالک ملت
ساقیٔ کوثر شافعِ محشر مجھ کو دکھا دو اپنی زیارت

۳۔ عشق کیا سر دین گیا ایمان گیا اسلام گیا ہے
دل نے یہ ایسا کام کیا کچھ جس سے تو بھی ناکام گیا ہے

۵۔ بحرِ کامل سالم

مُتفاعلُن۔ ایک مصرع میں چار بار، پورے شعر میں آٹھ بار۔

مجھے آرزوئے وفا رہی تجھے مشق جور و جفا رہی
ہوں کیا کہ تیرے ستم سے اب مرے سر بلا سے بلا رہی

تقطیع

مُتفاعلُن	مُتفاعلُن	مُتفاعلُن	مُتفاعلُن
رُ جفا رہی	تجھ مشق جو	ے وفا رہی	مجھ اا رزو
لِ بلا رہی	مِ رِ سر بِ	رِ ستم سِ اب	کَ ہُ کا کِ تے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں مجھے کی یائے علت گر گئی اور مجھ رہ گیا ہے جھ کے نیچے صرف زیر ہے۔

۲۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن۔

۳۔ اسی رکن میں آرزو کی ر دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہے۔

۴۔ دوسرے رکن میں آرزوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۵۔ تیسرے رکن میں تجھے کی یائے علت گر گئی اور جھ کے نیچے زیر رہ گئی۔

۶۔ اسی رکن میں مشق کے ق کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۷۔ لفظ جور قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۸۔ چوتھے رکن میں جور و کی واؤ معطوف گر گئی اور ر پر پیش رہ گیا۔

۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں پہلے کہوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور کہ رہ گیا۔

۱۰۔ اسی رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں کہ حرف بیان کی ہائے مختفی گر گئی اور ک رہ گیا جس کے نیچے زیر ہے۔
۱۲۔ لفظ تیرے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۱۳۔ دوسرے رکن میں تیرے کی آخری یائے علت گر گئی اور ر رہ گیا۔
۱۴۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا جس کے نیچے زیر ہے۔
۱۵۔ تیسرے رکن میں میرے کی درمیانی اور آخری یائے علت گر گئی اور مر رہ گیا۔
۱۶۔ چوتھے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا جس کے نیچے زیر ہے۔

مشق نمبر ۳۰ تقطیع کرو۔

۱۔ رہِ عشق کے تگ و دو میں جو رفیق تھے سو جدا ہوئے
مگر ایک تار، آہ دوسرے دم سے ہم سفری رہی

۲۔ یہ بھی ایک ستم ہے کہ خواب میں مجھے شکل آ کے دکھا گئے
کبھی نیند برسوں میں آئی تھی سو کسی بہانے جگا گئے

۳۔ پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا
اسے آہ دامنِ باد نے سرِ شام ہی سے بجھا دیا

۶۔ بحرِ وافر سالم

مفاعلتن۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار۔ یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اور اردو میں رائج نہیں۔

۷۔ بحرِ متدارک[۱] سالم

فاعلن۔ ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار (سالم بہت کم مروج ہے)
زلف و رخ خال و خط یار کا دیکھ کر

۱؎ ملنے والا

تقطیع

فَاعِلُن	فَاعِلُن	فاعلُن	فاعلُن
زلفِ رخ	خالِ خط	یار کا	دیکھ کر

۱۔ پہلے رکن میں زلف و کی واؤ معطوف گر گئی اور زلف پیش والی فِ ایک حرفی رہ گیا۔
۲۔ دوسرے رکن میں خالِ و کی واؤ معطوف گر گئی اور پیش والا لِ ایک حرفی رہ گیا۔
۳۔ تیسرے رکن میں یار کی رِ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔
۴۔ چوتھے رکن میں دیکھ کی ھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۵۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۳۱ تقطیع کرو۔

۱۔ ہاتھ کیا پہنچے گیسوئے خم دار تک — دور کھنچنے کا دامن یار تک
۲۔ مٹ گئے عشق میں امتحان ہو چکا — بس ہم پائے آسماں ہو چکا

بحرِ متدارک کی مزاحف بحریں

فاعلانُ۔فاعلن۔فاعلانُ۔فاعلن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شب کو رشکِ زلف سے مہ کو رنج روئے سے

تقطیع

فَاعِلُن	فَاعِلانُ	فَاعِلُن	فَاعِلانُ
روئے سے	مہ کُ رنجِ	زلف سے	شب کُ رشکِ

۱۔ پہلے رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کُ پیش والا ایک حرفی رہ گیا۔
۲۔ اسی رکن میں رشکِ کے کاف کے نیچے فارسی اضافت ہے کو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۳۔ دوسرے رکن میں زلف کی ف دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں مہ کی ہائے مختفی گری نہیں بلکہ حرف ساکن ہوئی ہے۔
۵۔ اسی رکن میں تو کی واؤ علت گر گئی اور ت رہ گیا ہے۔
۶۔ اسی رکن میں رنجِ کی جِ کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی نہیں گئی۔

مشق نمبر ۳۲ تقطیع کرو۔

میرے ساتھ باغ میں کل وہ رشکِ گل گیا   [illegible]

فعلن۔ ایک مصرع میں چار بار، پورے شعر میں آٹھ بار۔

میرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا   ترا یوں ہی میں دوست یگانہ رہا

تقطیع

فَعِلُن	فَعِلُن	فَعِلُن	فَعِلُن
میرَ دُش	مَن اَ	گر چ زما	ن رہا
ترَ یو	ہِ مِ دو	سَ یگا	ن رہا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں میرا کی درمیانی یائے علت اور آخری کا الفِ علت دونوں گر گئے اور مر رہ گیا۔
۲۔ لفظ دشمن قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۳۔ دوسرے رکن میں اگر کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے ساکن یعنی نون کو مل گئی اور وہ مَنَ ہو گیا۔
۴۔ لفظ اگرچہ قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں چہ کی ہائے مختفی گر گئی اور چ رہ گئی۔
۶۔ لفظ زمانہ قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔
۷۔ چوتھے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں تیرا کی درمیانی یائے علت گر گئی پھر آخر کا الف علت گر

گیا اور تِر رہ گیا۔

۹۔ ی رکن میں یوں کا نون غنہ گر گیا اور یو رہ گیا۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔

۱۱۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گر گیا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔

۱۲۔ لفظ دوست قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۳۔ تیسرے رکن میں دوست کا س دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گیا اور ت تیسرا ساکن ہونے کی وجہ سے گر گئی ہے۔

۱۴۔ لفظ یگانہ قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔

۱۵۔ چوتھے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن کے زیر سے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۳۳ تقطیع کرو۔

۱۔ نہ تو اپنا رہا نہ یگانہ رہا — جو رہا سو کسی کا نہ رہا
۲۔ گیا موسم گردشِ ساغر سے — نہ وہ دور رہا نہ زمانہ رہا
۳۔ میرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا — تراپوں ہی میں دوست یگانہ رہا

فعلن ایک مصرع میں آٹھ بار پورے شعر میں سولہ بار

تیرے ہاتھوں سے کچھ مرے حق میں ذرا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا
کہا تجھ سے رقیبوں نے گرچہ برا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا

تقطیع

فعلُن	فَعِلُن	فَعَلُن	فَعِلُن	فِعلُن	فَعِلُن	فَعِلُن	فَعَلُن
تِر ہا	تھ سِ کچھ	مرِ حق	م ذرا	نَ بھلا	وِ ہوا	نَ برا	وِ ہوا
کہہ تجھ	س رقی	ب نِ گر	چ برا	نَ بھلا	وِ ہوا	نَ برا	وِ ہوا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں پہلے تیرا کی درمیانی یائے علت گر گئی پھر آخر کا الف وصل گر گیا اور تِر رہا۔

۲۔ لفظ ہاتھوں قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۳۔ دوسرے رکن میں پہلے ہاتھوں کا نون غنہ گرا پھر واو علت گر گئی اور تھ رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں ہاتھوں کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور ک رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں چھے کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ تیسرے رکن میں پہلے [illegible] کی [illegible] آخری یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔

۸۔ چوتھے رکن میں پہلے [illegible] کا نون غنہ [illegible] علت گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۹۔ پانچویں رکن میں [illegible] کی ہائے مختفی گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۱۰۔ اسی رکن میں [illegible] کی [illegible] میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۱۱۔ چھٹے رکن میں [illegible] کی یائے علت گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۱۲۔ ساتویں رکن میں [illegible] کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا۔

۱۳۔ آٹھویں رکن میں [illegible] کی یائے علت گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۱۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں [illegible] کے آخر کا الف علت گر گیا اور ہائے ہوز کے زیر سے [illegible] رہ گیا [illegible] میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۱۵۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۱۶۔ لفظ رقیبوں قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۱۷۔ تیسرے رکن میں پہلے رقیبوں کا نون غنہ گرا پھر واو علت گر گئی اور پیش کے ساتھ رقیب رہ گیا۔

۱۸۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۱۹۔ لفظ [illegible] قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔

۲۰۔ چوتھے رکن میں [illegible] کی ہائے مختفی گر گئی اور [illegible] رہ گیا۔

۲۱۔ آخری چار رکنوں میں وہی عبارت ہے جو پہلے مصرع کے آخری چار رکنوں میں ہے ان میں بھی وہی عمل ہوا جو ان میں ہوا تھا۔

مشق نمبر ۳۲ تقطیع کرو۔

۱۔ گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

۲۔ نہ گلوں میں گلوں کی سی بو وہ رہی نہ عزیزوں میں لطف کی خو وہ رہی
نہ وہ آن رہی نہ امنگ رہی نہ وہ رندی و زہد کی جنگ رہی

بحرِ متدارک مثمن مقطوع

فعْلُنْ۔ (صورت ناقوس) ایک مصرع میں چار بار پورے شعر میں آٹھ بار یہ وزن ہندی عروض (پنگل) میں بھی ہے۔

ہر دم کرتا ہوں میں زاری   دیکھی بس بس تیری یاری

تقطیع

فعْلُنْ	فعْلُنْ	فعْلُنْ	فعْلُنْ
زاری	ہوں مے	کرتا	ہردم
یاری	تیری	بس بس	دیکھی

۱۔ پہلے مصرع کے تیسرے رکن میں ہوں کا نون غنہ گر گیا اور ہو رہ گیا۔
۲۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا۔
۳۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں دیکھی کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔

مشق نمبر ۳۵ تقطیع کرو۔

۱۔ وہ آفت کا پرکالا ہے   سو حکمت فطرت والا ہے
۲۔ سن تو باتیں موزوں ترکی   ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ترکی

فعْلُنْ۔ ایک مصرع میں آٹھ بار پورے شعر میں سولہ بار۔

دیکھا ہے جو مضطر دل کو ویسا پایا کب بسمل کو

تقطیع

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ
مل کو	کب بس	پایا	ویسا	دل کو	مضطر	ہے جو	دیکھا

۱۔ پہلے رکن میں دیکھا میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۲۔ لفظ مکمل قطع ہو کر ساتویں اور آٹھویں رکن میں بٹ گیا۔

مشق نمبر ۳۶ تقطیع کرو۔

دیکھی ہے جس نے اس کی صورت چپ ہے وہ مثل مورت
[illegible]

بحر متدارک مثمن محذوف

فعلن۔ فعلن۔ فاعلن۔ فع۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ وزن ہندی عروض (پنگل) میں بھی ہے۔

اپنی صورت ذرا تم دکھا دو   میرے دل کی لگی کو بجھا دو

تقطیع

فاعلن	فعلن	فعلن	فع
اپنی صو	رت ذرا	تم دکھا	دو
میرے دل	کی لگی	کو بجھا	دو

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں اپنی کی یائے علت گر گئی اور اپنی نون کے زیر سے رہ گیا۔
۲۔ لفظ صورت قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں دکھا کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں میرے کی آخری یائے علت گر گئی اور میر رہ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں بجھا کی جھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں ہوئی۔

مشق نمبر ۳۷ تقطیع کرو۔

۱۔ مر رہا ہوں خبر لو مسیحا !   اپنے مردے کو آ کر جلا دو
۲۔ ان کے در پر جو میں بیٹھتا ہوں   تو یہ کہتے ہیں اس کو اٹھا دو

مرکّب بحریں
(سالم اور مزاحف)

ا۔ بحرِ منسرح سالم

مُستفعِلُن۔ مفعُولاتُ۔ مُستفعلُن۔ مفعُولاتُ۔ یک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر سالم مروج نہیں بلکہ مزاحف مستعمل ہے جس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

مُفتَعلُن۔ فاعِلُن۔ مُفتَعلُن۔ فاعِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یار دکھاتا ہے رخ تاب کیسے دید کی　　حضرتِ موسیٰ بھی یہاں دعوے سے خاموش ہیں

تقطیع

مُفتَعلُن	فاعِلُن	مُفتَعلُن	فاعِلُن
یار دکھا	تاہِ رخ	تاب کے	دید کی
حضرتِ مو	سابھی یا	دعو ےس خا	موش ہے

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۲۔ اسی رکن میں دکھا کے کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۳۔ لفظ دکھاتا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا۔
۵۔ تیسرے رکن میں تاب کی ب دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں دید کی دوسری دال دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

ا بدن سے کپڑے اُتارنا

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں حضرتؔ کی تؔ کے نیچے زیر فاری اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی نہیں گئی۔

۸۔ لفظ موسیٰ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۹۔ دوسرے رکن میں موسیٰ کے سینؔ پر الف مقصورہ ہے جو ساکن الف کا قائم مقام ہے موسا۔

۱۰۔ اسی رکن میں بھی کی یائے علت گر گئی اور ہائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور بھو زیر کے ساتھ رہ گئی ہے۔

۱۱۔ اس رکن میں یہاں کا نون غنہ اور ہائے ہوز دونوں گر گئے اور یا رہ گیا۔

۱۲۔ تیسرے رکن میں دعوے کی یائے علت گر گئی اور دعو رہ گیا۔

۱۳۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا۔

۱۴۔ لفظ خموش قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۵۔ چوتھے رکن میں خموش کا شین دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔

۱۶۔ اسی رکن میں ہیں کا نون غنہ گر گیا اور ہے رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۳۸ تقطیع کرو۔

۱۔ یاس وغم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے

بل بے تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

۲۔ یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا

میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا

مُفتَعِلُن۔فَاعِلاتُ۔مُفتَعِلُن۔فَاعِلاتُ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار

دل میں ہم اپنے نیاز رکھتے ہیں سو طرح راز

تقطیع

فَاعِلاتُ	مُفتَعِلُن	فَاعِلاتُ	مُفتَعِلُن
طرح راز	رکھ تے ہ سو	نے نیاز	دل م ہمپ

۱۔ پہلے رکن میں میں کا پہلے نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔

۲۔ اسی رکن میں ہم اپنے کا الف وصل گر گیا اور الف کی حرکت میم کو مل گئی اور میم پ سے مل گئی اور ہمپ ہو گیا۔

۳۔ لفظ اپنے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں رکھتے کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۵۔ اسی رکن میں رکھتے کی یائے علت گر گئی اور رکھت رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں پہلے تیں کا نون غنہ گر گیا یائے علت گر گئی اور ت رہ گیا۔

نکتہ اس بحر کے دونوں مصرعوں میں زحاف کا اختلاف جائز ہے۔ مثلاً

ایک مصرع میں مُفتعلُن۔فاعلُن۔مُفتعلُن۔فاعلاتُ

دوسرے مصرع میں مُفتعلُن۔فاعلاتُ۔مُفتعلُن۔فاعلُن۔ ہو سکتا ہے۔

حضرت دل ہم تمہیں کہتے نہ تھے بار بار

طرۂ خوباں کی قید سخت ہی دشوار ہے

تقطیع

مُفتعلُن	فاعِلُن۔فاعلاتُ	مُفتعلُن	فاعلاتُ یا فاعِلُن
پہلا مصرع حضرت دل	ہم تُمے	کہ تِ ن تھے	بار بار
دوسرا مصرع طرۂ خو	باک قید	سخت ہِ دُش	وار ہے

یا

ایک مصرع میں مُفتعِلُن	فاعِلاتُ	مُفتعِلُن	فاعِلُن
دوسرے مصرع میں مفاعِلُن	فاعِلُن	مُفتعِلُن	فاعِلاتُ

ہو سکتا ہے۔

حالِ دلِ خستہ آہ میں نے جوان سے کہا

تو بولے یہ چپ ہی رہ سننے کی طاقت کہاں

تقطیع

	مُفتَعلُن	فاعلان	مُفتعلُن	فاعِلُن
پہلا مصرع	حال دلے	خست اَ آہ	ے نِ جَ ان	سے کہا
	مَفاعِلُن	فَاعِلُن	مُفتَعِلُن	فاعلان
دوسرا مصرع	ٹ بول یہ	چپ وِ رہ	سُن ن کَ طا	قت کہاں

مشق نمبر ۳۹ تقطیع کرو۔

خاک کے پتلے نے دیکھ یا ہی مچ یا ہے شور

جن و ملک کے اوپر کر رکھا ہے اپنا زور

بحرِ منسرح مطوی مکشوف منحور مجدوع

مُفتعلُن۔فاعِلُن۔مُفتَعِلُن۔فَعْ یا فَاع۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

کان ہیں اس کے زبس نالوں سے مملو

حالِ دلِ زار کب کرتا ہے مسموع

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاعِلُن	مُفتعلُن	فَعْ یا فَاع
کان وِ اس	کے زبس	نال سِ مم	لو
حال دلے	زار کب	کرتَ ہ مس	موع

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کاںَ کا نون دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا۔

۲۔ اسی رکن میں پہلے نالوں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور وِ رہ گیا۔

۳۔ تیسرے رکن میں پہلے نالوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور نالَ رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا۔

۵۔ لفظ مملو قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں حالؔ کے لامؔ کے نیچے فارسی اضافت زیر ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۷۔ اسی رکن میں دلؔ کے لامؔ کے نیچے فارسی اضافت زیر ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی اور وہ دے ہوگئی ہے۔

۸۔ دوسرے رکن میں زارؔ کی رؔ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۹۔ تیسرے رکن میں کرتاؔ کا الف علت گر گیا اور کرتؔ رہ گیا۔

۱۰۔ اسی رکن میں ہےؔ کی یائے علت گر گئی اور ہؔ رہ گیا۔

۱۱۔ لفظ مسموعؔ قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا نیز موعؔ فاعؔ کے وزن پر آیا ہے۔

مشق نمبر ۴۰ تقطیع کرو۔

۱۔ آ کہ مری جان کو کچھ تو ہو تسکین کچھ تو تسلی ہو اس خستہ جگر کو بھی

۲۔ اے کہ ہے ذوق نظر میرے لیے تو اے کہ ہے نور نظر راحت دل تو

بحرِ منسرح مسدس مطوی

مُفتَعِلُن۔فَاعِلات۔مُفتَعِلُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نالۂ دل نارسا ہے یار تلک اپنی پہنچ کب ہے گل عذار تلک

تقطیع

مُفتَعِلُن	فَاعِلات	مُفتَعِلُن
نالہ دل	نارسا ہ	یار تلک
اَپِ نِ پ ہچ	کب ہ گل ع	ذار تلک

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نالۂ دلؔ کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن میں ہےؔ کی یائے علت گر گئی اور ہؔ رہ گیا۔

۳۔ تیسرے رکن میں یارؔ کی رؔ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔

۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اپنیؔ کی یائے علت گر گئی اور اپنِ رہ گیا۔

۵۔ اسی رکن میں پہنچ کا نون غنہ گر گیا اور ہ، چ میں مل گئی اور پچ ہو گیا ہے۔

۶۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا۔

۷۔ لفظ عذار قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۸۔ تیسرے رکن میں عذار کی ر دوسرا ساکن ہے لہذا متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۴۱ تقطیع کرو۔

آ کہ میری جان کو قرار نہیں   طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں

نکتہ اردو میں یہ بحر مسدس مروج نہیں کیونکہ شعر نثر سے قریب تر ہو جاتے ہیں۔

بحرِ منسرح مسدس مطوی مقطوع

مُفتَعِلُن۔ فاعلاتُ۔ مفعولُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

حالتِ دل کیا کہوں میں صبر کو   لوگوں نے بہکا رکھا ہے بد خو کو

تقطیع

مَفعُولُن	فاعلاتُ	مُفتَعِلُن
صبر دکو	کا کہو م	حالت دل
بد خو کو	کا رکھا ہ	لوگ نِ بہ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں حالت میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۲۔ دوسرے رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا۔

۳۔ اسی رکن میں کہوں کا نون غنہ گر گیا اور کہو رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں پہلے لوگوں کا نون غنہ گرا پھر واؤ علت گر گئی اور لوگ رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں نے کی یائے علت گر گئی اور نِ رہ گیا۔

۷۔ لفظ بہکا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۸۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۴ تقطیع کرو۔

آنکھوں میں ہے کا خمار اب تک ہے　　　سچ کہیں ہم کو تو آپ پر شک ہے

۲۔ بحرِ مضارع سالم

مفاعیلن۔ فاع لا تن۔ مفاعیلن۔ فاع لا تن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر سالم استعمال نہیں کی جاتی بلکہ مزاحف استعمال ہوتی ہیں جس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

مفعولُ۔ فاع لا تنُ۔ مفعولُ۔ فاع لا تنُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شورِ جنوں ہمارا آخر کو رنگ لایا　　　جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

تقطیع

فاع لا تنُ	مفعولُ	فاع لا تنُ	مفعولُ
رنگ لایا	آخر ک	نو ہمارا	شورے ج
سنگ لایا	ہاتھو م	نے ک آیا	جو دیکھ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں شورِ کی ر کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی ہے اور ساکن ے کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۲۔ لفظ جنوں قطع ہو کو پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں جنوں کا نون غنہ گر گیا ہے۔

۴۔ تیسرے رکن میں الف ممدوہ ہے جو دو حرفی ہو گیا ہے۔ اا

۵۔ اسی رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور ک رہ گیا۔

۱ مانند

۶۔ چوتھے رکن میں رنگ کا گاف دوسرا ساکن ہے اس لیے متحرک ہو گیا ہے۔
۷۔ لفظ رنگ میں نون غنہ ہے لیکن اس سے پہلے کوئی حرف علت نہیں لہٰذا گرا نہیں۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۹۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا ہے۔
۱۰۔ لفظ دیکھنے قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کَ رہ گیا۔
۱۲۔ اسی رکن میں آیا میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔اا
۱۳۔ تیسرے رکن میں ہاتھوں کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۴۔ اسی رکن میں ہاتھوں کا نون غنہ گر گیا اور ہاتھو رہ گیا۔
۱۵۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور مَ رہ گیا۔
۱۶۔ چوتھے رکن میں سنگ میں نون غنہ ہے لیکن اس سے پہلے کوئی حرف علت نہیں لہٰذا گرا نہیں۔
۱۷۔ اسی رکن میں سنگ کا گاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا۔

مشق نمبر ۳۴ تقطیع کرو۔

کیا دوں نشانِ قتل ہوں ناتواں یہاں تک
پھرتا ہے نام دل میں آتا نہیں زباں تک
اے مصحفی میں روؤں کیا پہلی صحبتوں کو
بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں

بحرِ مضارع مثمن اخرب ملفوف مقصور

مَفْعُولُ۔ فَاعِلَاتُ مَفَاعِیلُ۔ فَاعِلَانْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

تیرے ہی دیکھنے کو نہ آوے جو کام چشم
تو زخم چہرے پر ہے کہ اس کا ہے نام چشم

تقطیع

مفعُولُ	فاعِلاتُ	مَفاعِیلُ	فاعِلانُ
تیرے وِ	دیکھنے کَ	لِن اَا دے جُ	کام چشم
تو زخم	چہرِ پرہ	کَ اس کاہ	نام چشم

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہی کی یائے علت گرگئی اور وِ رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں دیکھنے کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۳۔ اسی رکن میں کو کی واؤ علت گرگئی اور کَ رہ گیا۔
۴۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گرگئی اور نَ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے یعنی ۔ اا۔
۶۔ اسی رکن میں جو کی واؤ علت گرگئی اور جَ رہ گیا۔
۷۔ چوتھے رکن میں کام کی میم دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں تو کی واؤ علت کھینچ کر پڑھی گئی ہے لہٰذا گری نہیں۔
۹۔ اسی رکن میں زخم کی میم دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۱۰۔ دوسرے رکن میں چہرے کی یائے علت گرگئی اور چہرِ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۱۲۔ تیسرے رکن میں کہ کی ہائے مختفی گرگئی اور کَ رہ گیا ہے۔
۱۳۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۱۴۔ چوتھے رکن میں نام اور چشم دونوں کی میم دوسرے ساکن ہیں لہٰذا متحرک ہوگئے ہیں۔

مشق نمبر ۴۴ تقطیع کرو۔

۱۔ رہتے ہیں آئینہ سے ہمیشہ دوچار آپ
تنہائی میں لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

۲۔ ظاہر ہے اپنی سوزشِ دل سے کہ آفتاب
پینے کو اشک کھانے کو لختِ جگر ملا ہے

اس بحر میں ہر مصرع کے آخر میں فاعلان کی بجائے فاعلُن بھی آسکتا ہے۔ خواہ ان میں سے ایک کے اور خواہ دونوں مصرعوں کے آخر میں ہو اور خواہ ایک مصرع کے آخر میں فاعلان اور دوسرے کے آخر میں فاعِلُن ہو نیز ایک مصرع میں فاعلاتُ کی بجائے فاعِلاتُنْ سالم اور مفاعِیلُ کی بجائے مفعُولُ کے ہونے سے بھی شعر ناموزوں نہیں ہوتا مثلاً یہ شعر ہے۔

ظاہر ہے اپنی سوزشِ دل سے کہ آفتاب   محشر کے روز اپنا ہی جی چہ ہے داغ کا

بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مَفْعُوْلُ۔ فَاْعِلَاتُ۔ مفَاعِیلُ۔ فاعِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

ہر چیز پر بہار تھی ہر ذرہ طور تھا   المختصر شباب سراپا سرور تھا

تقطیع

مفعُوْلُ	فاعلاتُ	مفاعیلُ	فاعلُن
ہر چیز	پر بہار	تھ ہر ذرر	طور تھا
المخت	صر شباب	سراپا س	رور تھ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں چیز کی ز دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں بہار کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں تھی کی ہائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور یائے علت گرگئی اور تھ رہ گیا۔
۴۔ اسی رکن میں ذرّہ کی ر مشدد ہے جو دو حرفی شمار کی گئی ہے۔ ذر۔ رہ۔
۵۔ اسی رکن میں ذرّہ کی ہائے مختفی گرگئی اور ذرر رہ گیا ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں طور کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۷۔ اسی رکن میں تھا کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۸۔ دوسرے مصرع میں لفظ المختصر قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۹۔ دوسرے رکن میں شباب کی دوسری ب دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے
۱۰۔ لفظ سرور قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۱۔ سرور کی دوسری ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۱۲۔ چوتھے رکن میں تھا کے تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۴۵ تقطیع کرو۔

۱۔ بلبل چہک رہے تھے تر و تازہ پھول تھے ہر سمت نور ربِّ علا کا ظہور تھا
۲۔ اخلاق سے نہ پوچھئے اس کے شباب کی ہر چیز پر بہار تھی ہر ذرّہ طور تھا

مضارع مثمن مکفوف مقصور

مفاعیلُ ۔ فاعلانُ ۔ مفاعیلُ ۔ فاعِلانْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

جو اس میں ہے کب ہے زہر دلا دیکھ مار میں نہ جا زلفِ یار میں نہ جا زلفِ یار میں

تقطیع

فاعِلانْ	مفاعیلُ	فاعلانُ	مفاعیلُ
مار میں	دلا دیکھ	کب ہِ زہر	جُ اس مے ہِ
یار میں	نَ جا زلفِ	یار میں	نَ جا زلفِ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں جو کی واؤ علت گر گئی اور جُ رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گر گیا اور مے رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں زہر کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ تیسرے رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی نیز کھ دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہو گیا ہے۔
۷۔ چوتھے رکن میں مار کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔
۸۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ گرا نہیں کیونکہ وہ آخری رکن کے آخری میں ہے۔
۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی یائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں زلف کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔
۱۲۔ اسی رکن میں میں کا نون غنہ آخری رکن کے ہم وزن رکن میں ہے اس لئے گرا نہیں۔
۱۳۔ تیسرے اور چوتھے رکن میں وہی عمل ہوا ہے جو اسی مصرع کے پہلے اور دوسرے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۲۶ تقطیع کرو۔

۱۔ ارے دل کہا تو مان نہ زلفِ دوتا کو چھیڑ
خبردار کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ

۲۔ مرے استخواں کو یارو آخر کبھو جلا دے
نہیں جل نہ جائے ان سے یہ تیر ادہاں ہما

مفعولُ۔ مفاعیلُ۔ فاعلاتن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

شکوہ ہے کسی کا نہ ہم کو اے دل　　دے بیٹھے ہیں جان اب تو اس کو اے دل

تقطیع

فاعلاتن	مفاعیلُ	مفعولُ
ہم کُ اے دل	کسی کا ن	شکوا ہِ
اس کُ اے دل	ہِ جا نب ت	دے بیٹھِ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں شکوہ کی ہائے مختفی کھینچ کر پڑھی گئی اس لئے الف سے بدل گئی ہے۔
۲۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی ہے اور ہِ رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور کُ رہ گیا ہے۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں بیٹھے کی یائے علت گر گئی اور بیٹھِ زیر سے رہ گیا ہے۔
نیز بیٹھے کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔

۶۔ دوسرے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہ رہ گیا ہے
۷۔ اسی رکن میں جان اب کا الفِ وصل گرگیا ہے اور الف کی حرکت نون کو مل گئی ہے اس لئے جانب ہوگیا ہے فاعِلُ کا وزن ہے۔
۸۔ اسی رکن میں تو کی واوِ علت گرگئی اور ت رہ گیا ہے۔
۹۔ تیسرے رکن میں کو کی واوِ علت گرگئی اور ک رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۷ تقطیع کرو۔

۱۔ پردہ جو اُٹھا رخ سے سب یہ سمجھے ‌ ‌ ‌ یہ چاند نکل ہے چاند نکلا
۲۔ جب بام پہ آیا وہ مہروش تو ‌ ‌ ‌ کیوں چاک گریباں گل نہ ہوتا

مَفعُولُ۔فاعِلاتُ۔مَفاعِیلُنْ

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

دیتی ہے زلفِ یار ہمیں دھوکا

تقطیع

مَفْعُوْلُ	فاعلاتُ	مَفاعیلُنْ
دیتی ہِ	زلف یار	ہے دھوکا

۱۔ پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں زلف کی ف کے نیچے زیرِ فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۳۔ اسی رکن میں یار کی ر دوسرا ساکن ہے اس لئے متحرک ہوگئی ہے۔
۴۔ تیسرے رکن میں ہمیں کا نون غنہ گرگیا اور ہے رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں دھوکا کی دھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۴۸ تقطیع کرو۔

پردہ اُٹھا جو اس رخِ روشن سے ‌ ‌ ‌ دن کا گمان ہوا ہے زمانے کو
شیشے میں ہم پری کو اتاریں گے ‌ ‌ ‌ چڑھ جائیں گے کبھی تو وہ قابو میں

۳۔ بحر سریع سالم

مُستفعلُن۔ مُستفعلُن۔ مفعولاتُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر مسدس الاصل ہے اور اُردو میں سالم مروج نہیں البتہ مزاحف استعمال میں آتی ہے۔ اور وہ حسب ذیل صورتیں ہیں۔

بحر سریع مسدس مطوی موقوف

مُفتعلُن۔ مفتعلُن۔ فاعِلان۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

کیا کروں تشخیص اس کی بیاں   موم ہوئی جاتی ہے ساکت زبان

تقطیع

مُفتعلُن	مفتعلُن	فاعلان
کا کر تش	خیص کی اس	کی بیاں
موم ہ ئی	جات ہ سا	کت زبان

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں کیا میں یائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۲۔ اسی رکن میں پہلے کروں کا نون غنہ گرا پھر واو علت گرگئی اور کر رہ گیا۔
۳۔ لفظ تشخیص قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔
۴۔ دوسرے رکن میں تشخیص کا صواد دوسرا ساکن ہے لہذا متحرک ہو گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں کا کا الف علت گرگیا اور ک رہ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں موںھ کا نون غنہ اور ہائے مخلوط دونوں گر گئے اور مو رہ گیا۔
۷۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گرگئی اور م رہ گیا۔
۸۔ اسی رکن میں ہوئی کی واو علت گرگئی اور ہئی رہ گیا۔ ہ، ئی
۹۔ دوسرے رکن میں جاتی کی یائے علت گرگئی اور تِ زیر والی رہ گئی ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گئی ہے۔
۱۱۔ لفظ ساکت قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۹ تقطیع کرو۔

۱۔ دل نہ میرا لے کے دغا کیجئے گا — بہر خدا اب تو وفا کیجئے گا

۲۔ ہم نے لکھی ایک غزل دل پذیر — سن کے جسے رو دے برنا و پیر

بحرِ سریع مسدس مطوی مکسوف

مُفتَعِلُن۔ مُفتَعِلُن۔ فاعِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر اُردو میں بہت مروج ہے۔

زلزلے سے ایک شخص کو تھا دردِ سر — لائی قضا سامنے تیں اس کے گھر

تقطیع

مُفتَعِلُن	مُفتَعِلُن	فاعِلُن
زلزِ لِ سِ اِک	شخص کُ تھ	دردِ سر
لاءِ قضا	اس کِ تِی	اس کِ گھر

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں زلزلے کی یائے علت گر گئی اور زلزِ لام کے زیر سے رہ گیا۔

۲۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ زیر سے رہ گیا۔

۳۔ اسی رکن میں ایک کی درمیانی یائے علت گر گئی اور اِک رہ گیا۔

۴۔ دوسرے رکن میں شخص کا صاد دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا ہے۔

۵۔ اسی رکن میں کو کی واوِ علت گر گئی اور کُ رہ گیا۔

۶۔ اسی رکن میں تھا کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۷۔ تیسرے رکن میں دردِ سر میں دوسری دال کے نیچے فارسی اضافت جو ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں لائی کی یائے علت گر گئی اور لاءِ رہ گیا ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا۔

۱۰۔ اسی رکن میں تیں کا نون غنہ گر گیا اور تِی رہ گیا۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا۔

۱۲۔ اسی رکن میں گھر کی گھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۵۰ تقطیع کرو

۱۔ چشم کو اپنی جو نہیں کھولتا — کس کا یہ دل میرا طلب گار ہے

۲۔ مشکِ ختن زلف کو میں نے کہا — مجھ سے یہ اک کارِ خطا ہو گیا

نکتہ بحرِ سریع مسدس مطوی مکشوف اور مطوی موقوف کو ایک شعر میں جمع کیا جا سکتا ہے یعنی ایک مصرع کے آخر میں فاعلان ہو اور دوسرے مصرع کے آخر میں فاعلن۔ مثلاً

آپ نے وعدوں کو ہمارا سلام — دیکھ چکے خوب اجی جاؤ بھی

تقطیع

پہلا مصرع	مُفتعلن	مُفتعلن	فَاعِلن
مطوی موقوف	آپ نے وع	دوں کو ہما	را سلام
دوسرا مصرع	مُفتعلن	مُفتعلن	فَاعِلن
مطوی مکشوف	دیکھ چکے	خوب اجی	جاؤ بھی

ب:۔ کبھی ایک مصرع میں مُفتعلن۔ مُفتعلن۔ فاعلن۔ اور دوسرے مصرع میں مُفتعِلن مفعُولُن۔ فاعلن یا فاعلان ہوتا ہے مثلاً

چہرۂ روشن نہیں کم حور سے — لب نہیں کچھ اس کے گوہر سے کم

تقطیع

	مُفتعلن	مُفتعلن	فَاعِلن
پہلا مصرع	چہرۂ رو	شن نہِ کم	حور سے
	مُفتعلن	مفعُولُن	فَاعِلن
دوسرا مصرع	لب نہِ کچھ	اس کے گو	ہر س کم

ج:۔ کبھی ایک مصرع میں مَفعُولُن۔ مَفعُولُن۔ فَاعلان یا فَاعِلن۔ اور دوسرے مصرع میں مُفتعِلن۔ مُفتعِلن۔ فَاعِلان یا فَاعِلن۔ ہوتا ہے۔

اس کے چہرے پر کب ہے عَرَق — ہے وہ مہِ نو کے قریب اب شفق

تقطیع

	مَفْعُوْلُنْ	مَفْعُوْلُنْ	فَاْعِلَانْ یا فَاْعِلُنْ
پہلا مصرع	اس کے چہ	رے پر کب	ہے عرق
	مُفْتَعِلُنْ	مُفْتَعِلُنْ	فَاْعِلَانْ یا فَاْعِلُنْ
دوسرا مصرع	ہے دمہ	نوک قری	بب شفق

بحرِ سریع مطوی مقطوع مجدوع مُفتعلن۔مفعُولُن۔فَاع۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

نالہ ہمارا ہے موزوں   سنگ کو بھی کرتا ہے خون

تقطیع

مُفْتَعِلُنْ	مفعُوْلُن	فاع
نال ہما	را ہے مو	زون
سنگ ک بھی	کرتا ہے	خون

ا۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نالہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نال رہ گیا ہے۔

۲۔ لفظ ہمارا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا۔

۳۔ لفظ موزوں قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں موزوں کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں سنگ کا گاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگیا ہے۔

۶۔ اسی رکن میں کو کی واؤ علت گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں بھی کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۸۔ تیسرے رکن میں خون کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

مشق نمبر ۱۵ تقطیع کرو۔

تجھ سے ہوا ہے جب سے عشق   دل میں نہیں کچھ باقی جان

بحرِ سریع مطوی مقطوع منحور

مُفتعلُن۔مفعُولُن۔فِع۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

عشق کا دیوانہ ہے دل　　ابرو سے اس کی جان بسل

تقطیع

فِع	مفعُولُن	مُفتعلُن
دل	وانا ہے	عشق ک دی
مل	کی جا بس	ابُ ر س اس

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں عشق کا ق دو ساکن ہے لہذا متحرک ہوگیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک زبر رہ گیا ہے۔
۳۔ لفظ دیوانہ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے رکن میں دیوانہ کی ہ مختفی الف سے بدل گئی اور دیوانا ہو گیا ہے۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں ابرو کی واو علت گر گئی اور ابر رہ گیا ہے۔
۶۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س زیر سے رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے رکن میں جاں کا نون غنہ گر گیا اور جا رہ گیا ہے۔
۸۔ لفظ بسمل قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

مشق نمبر ۵۲ تقطیع کرو۔

وہ ہے سراپا خوبی اور　　میں ہوں مجسم سوز و غم

بحرِ سریع مسدس مخبون مکشوف

مُستفعِلُن۔مُستفعِلُن۔فعُولُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

اے دل نہ جا زلفوں میں اس صنم کی　　ہر چین کی قید ہے ستم کی

تقطیع

مُستفعِلُن	مُستفعِلُن	فعُولُن
اے دل ن جا	زلفو مِ اس	صنم کی
ہرچین اس	کی قید ہے	ستم کی

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں زلفوں کا نون غنہ گر گیا اور زلفو رہ گیا ہے۔
۳۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں چین کا نون دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا ہے۔
۵۔ دوسرے رکن میں قید کی دال دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گئی ہے۔

مشق نمبر ۵۳ تقطیع کرو۔

بلی کا بچہ تھا بہت ہی اچھا ‏ ‏ ننھا سا منا سا بہت ہی پیارا
وہ کھیلتا تھا وہ تھا کیا ہی ‏ ‏ ہر بات اس کی تھی بہت ہی اچھی

بحرِ خفیف مسدس مخبون فاعِلاتُن۔ مُستفعِلُن۔ فاعِلُن۔ یہ بحر مسدس الاصل ہے اور اردو میں سالم مستعمل نہیں البتہ حسب ذیل مزاحف اوزان مستعمل ہیں۔

فَاعِلَاتُن۔ مَفَاعِلُن۔ فَعِلَاتُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

یارِ مہ رو کو دیکھ کر نہ رہا دل ‏ ‏ ہاتھ سے اس کے آہ اب نہ بچا دل

---

[۱] ہلکی

تقطیع

فِعِلاتُنْ	مَفَاعِلُنْ	فَاعِلاتُنْ
ن رہا دل	ک دیکھ کر	یار مہ رو
نَ بچا دل	ک آآہ اب	ہاتھ سے اس

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۲۔ اسی رکن میں مہ کی ہائے مختفی گری نہیں۔
۳۔ دوسرے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا ہے۔
۴۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۵۔ اسی رکن میں دیکھ کی کھ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۶۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں ہاتھ کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۸۔ دوسرے رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور ک رہ گیا۔
۹۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ اآہ
۱۰۔ اسی رکن میں آہ کی ہ دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۱۱۔ تیسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی ہے اور ن رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۴۵ تقطیع کرو۔

وہ فراق اور وہ وصال کہاں ہے　　وہ شب روز و ماہ سال کہاں ہے
فرصت کاروبار شوق کسے ہے　　ذوق نظارۂ جمال کہاں ہے

نوٹ۔ یہ مرزا غالب کے اشعار ہیں۔ درستی مثال کے لئے اصل مصرعوں پر لفظ ہے بڑھا دیا ہے۔

بحرِ خفیف مسدس مشعث مقصور فَاعِلاتُنْ۔مَفَاعِلُنْ۔فَعْلاَتْ۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

ہائے وہ شوخ بے وفا بے مہر　　نرگس چشم و گل رخ و مہ چہر

تقطیع

فَعِلاتُ	مَفَاعِلُنْ	فاعلاتُنْ
بے مہر	خِ بے وفا	ہائے وہ شو
مہہ چہر	مُ گل رخو	نرگسی چش

ا۔ لفظ شوخ قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۲۔ دوسرے رکن میں شوخ کی خ کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۳۔ تیسرے رکن میں مہر کی ر دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہوگئی ہے۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نرگسیں کا نون غنہ گر گیا اور نرگسی رہ گیا۔
۵۔ لفظ چشم قطع ہو کر پہلے دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے رکن میں چشم کی واو حذف کر گئی اور اس کی حرکت (پیش) میم کو مل گئی۔
۷۔ دوسرے رکن میں رخ و میں واو معطوفہ ہے جو خ سے مرتب ہوگئی ہے اور خو ہو گیا ہے۔
۸۔ تیسرے رکن میں مہ کی ہائے مختفی گری نہیں بلکہ یک ساکن حرف شمار ہوئی ہے۔
۹۔ اسی رکن میں چہر کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہوگئی ہے۔

مشق نمبر ۵۵ تقطیع کرو۔

نزع تک وصل کی ہے یار اُمید ہے مثل ایک دم ہزار اُمید
صبح کے جب میاں ہوئے آثار ٹھنڈی ٹھنڈی ہو چلی اک بار

نکتہ (الف) اس بحر میں مصرع کے آخری رکن (عروض) کا مخبون مقصور **فَعِلاتُ** اور دوسرے مصرع کے آخری رکن (ضرب) کا مشعث مقصور فعلاتُ ہونا بھی درست ہے۔ جیسے اس شعر میں ہے۔

رکھے خالق سلامت آپ کی ذات نہ کھلے گا تو میں رہوں گا رات

فَعِلاتُ	مَفَاعِلُنْ	فَاعِلاتُنْ	
پ کِ ذات	سلامتا	رکھ کھِ خالق	مخبون مقصور
گا رات	ت ے رہو	نہ کھلے گا	مشعث مقصور

(ب) پہلے یا دوسرے مصرع کے آخری رکن (عروض وضرب) میں مقطوع فَعْلُن اور مخبون محذوف فَعِلُن کا لانا بھی درست ہے۔

۵۔ بحرِ مجتثّ[1] سالم

مُستفعِلُن۔فاعلاتُن۔مُستفعِلُن۔فاعلاتُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار شعرائے اُردو اس بحر کو سالم استعمال نہیں کرتے البتہ زحاف کی چند صورتیں مروج ہیں۔

مفاعلُن۔فعلاتُن۔مفاعلُن۔فعلاتُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

ہے زخمِ دل سے گلِ تر کو آرزوئے طراوت

اور اپنے اشک سے ہے آبِ یک جوئے طراوت

تقطیع

مفاعلُن	فعلاتُن	مفاعلُن	فعلاتُن
ہ زخمِ دل	مِ گلے تر	کُ آرزو	ءِ طراوت
ارپن اش	کُ سِ ہے اب	یک جو	ءِ طراوت

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں ہے کی یائے علت گرگئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں زخم کی میم کے نیچے زیرِ فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۳۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گرگئی اور سِ زیر سے رہ گیا ہے۔

۴۔ اسی رکن میں گل کے لام کے نیچے زیرِ فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر پڑھی گئی اور گلے ہو گیا۔

۵۔ تیسرے رکن میں کو کی واؤ علت گرگئی اور کُ رہ گیا۔

---

۱ جڑ سے اُکھاڑنا

۶۔ اسی رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہو گیا ہے۔ ا ا ہ

۷۔ اسی رکن میں آرزو کی ر دوسرا ساکن ہے لہذا متحرک ہو گئی ہے۔

۸۔ لفظ آرزوئے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا۔

۹۔ چوتھے رکن میں آرزوئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۰۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اور کی واؤ علت گر گئی اور اَر رہ گیا ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں اپنے کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے حرف ر کو مل گئی اور یہ رپنے ہو گیا نیز اپنے کی یائے علت گر گئی اور اپن رہ گیا۔ لہذا اپنے، اَپن ہو گیا ہے

۱۲۔ لفظ اشک قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۳۔ دوسرے رکن میں شک کا کاف دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۱۴۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔

۱۵۔ لفظ ابر قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۶۔ تیسرے رکن میں بر کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

۱۷۔ اسی رکن میں ایک کا کاف دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۱۸۔ لفظ جوئے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۱۹۔ چوتھے رکن میں جوئے میں فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

مشق نمبر ۵۶ تقطیع کرو۔

تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کر پوچھو
حذر کرو مرے دل سے اس میں آگ بھری ہے
دلا یہ درد و الم بھی مغتنم ہے کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

بحر مجتث مخبون مقصور

مَفَاعِلُنْ۔ فَعِلَاتُنْ۔ مَفَاعِلُنْ۔ فَعِلَاتُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

مری نظر میں تو کم حور خلد سے تو نہیں
نہ جاؤں گا ترے کوچے کو چھوڑ سوئے جناں

تقطیع

مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلاتن
مری نظر	مِ تُ کم ہو	رِ خلد سے	تَ نہیں
ن جاؤ گا	ترِ کوچے	کِ چھوڑ سو	ے جناں

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں میری کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مری رہ گیا۔
۲۔ دوسرے رکن میں پہلے مَیں کا نون غنہ گر کر پھر یائے علت گر گئی اور مَ رہ گیا۔
۳۔ اسی رکن میں تو کی واو علت گر گئی اور تُ رہ گیا۔
۴۔ لفظ خور قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں خور کی ر کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۶۔ اسی رکن میں خلد کی ل جو دوسرا ساکن ہے یہاں متحرک ہو گئی ہے۔
۷۔ چوتھے رکن میں تو کی واو علت گر گئی اور ت رہ گیا ہے۔
۸۔ اسی رکن میں نہیں کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔
۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں جاؤں کا نون غنہ گر گیا اور جاؤ رہ گیا ہے۔
۱۱۔ دوسرے رکن میں تیرے کی دونوں یائے علت گر گئیں اور تر رہ گیا۔
۱۲۔ تیسرے رکن میں کو کی واو علت گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔
۱۳۔ اسی رکن میں چھوڑ کی چھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔
۱۴۔ اسی رکن میں چھوڑ کی ڑ دوسرا ساکن ہونے کی وجہ سے متحرک ہو گئی ہے۔
۱۵۔ لفظ سوئے قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۱۶۔ چوتھے رکن میں سوئے کی فارسی اضافت کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۱۷۔ اسی رکن میں جناں کا نون غنہ آخری رکن کے آخر میں ہونے کی وجہ سے گرا نہیں۔

مشق نمبر ۷۵ تقطیع کرو۔

۱۔ لگا نہ خط سے رخِ شوخ پر عتاب کو عیب
وگرنہ لگتا گہن سے ہے آفتاب کو عیب

۲۔ اگر شراب کی موجیں نہیں شراب میں سانپ
خطِ شعاع سے لہرائیں آفتاب میں سانپ

نکتہ اس بحر کے دونوں مصرعوں کے آخری رکن (عروض وضرب) میں رکن فعلان (عین متحرک) کے بدلے فَعْلان (عین ساکن) سے اور فعِلُن (عین متحرک) کے بدلے فَعْلُنْ (عین ساکن) سے بھی آسکتا ہے۔جیسا کہ اشعار میں ہے۔

چمن میں صبح جب اس جنگ جو کا نام لیا — صبا نے تیغ کا آب رواں سے کام لیا
کھبو نہ ان کو میں دیکھا تلاشِ دنیا میں — کبھی نہ فکر و تردد سے کوئی کام لیا

پہلے شعر کے پہلے اور دوسرے مصرع کا آخری رکن فعِلُن (عین متحرک) ہے۔اور دوسرے شعر کے پہلے اور دوسرے مصرع میں فعلان (عین ساکن) ہے۔

تقطیع

شعر نمبر۱ مَفَاعِلُنْ	فعلا تُنْ	مفاعِلُنْ	فَعِلُنْ
چمن م صب	ح جیس جن	گ جوک نا	م لیا
صبا نِ تے	غ ک اٰبے	روا س کا	م لیا
شعر نمبر۲ مَفَاعِلُنْ	فعِلا تُنْ	مفاعِلُنْ	فَعِلُنْ یا فَعْلَانْ
کھبو ن ان	ک م دیکھا	تلاشِ دن	یا میں
کھبو ن خک	رُ تر ددو	س کوئی کا	م لیا

(ب) حشو (مصرع کے درمیانی حصے) میں فَعِلَاتُنْ کے بدلے مُفْعُوْلُنْ بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

حضورِ داغِ سوزاں سے ہے آفتاب خجل   اور اشک سے بھی ہے رنگِ شراب ناب خجل

تقطیع

مفاعلن	مفعولن	مفاعلن	فعلن
حضور دا	غے سوزا	ں آ آف	ب خجل
مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلن
اُرشک سے	بھی ہ رنگ	شرب نا	ب خجل

۶۔ بحرِ مُقْتَضَبْ سالم[1]

مفعولاتُ۔ مُستفعلن۔ مفعولاتُ۔ مُستفعلن۔ ایک مصرع میں یک بار پورے شعر میں دوبار۔ مگر اُردو میں یہ وزن مروج اور مقبول نہیں۔

ان بالوں میں اب کیوں نہیں ہوتا شانہ کیا ہے صنم

تیرے گیسوں اُلجھے مرا دل آشفتہ ہے اے صنم

تقطیع

مفعولاتُ	مُستفعلن	مفعولاتُ	مُستفعلن
ان بالو م	ب کو نہ	ہوتا شان	کا ہے صنم
تیرے گیس	الجھے مرا	دل آآشفت	ہے اے صنم

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں بالوں کا نون غنہ گر گیا اور بالو رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گرا پھر یائے علت گر گئی اور م رہ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں پہلے کیوں کا نون غنہ گرا پھر یائے مخلوط گر گئی اور کو رہ گیا ہے۔

[1] ایک چیز سے دوسری چیز کو نکالنا

۴۔ اسی رکن میں نہیں کا نون غنہ گر گیا اور نہی رہ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں شانہ کی ہائے مختفی گر گئی اور شان رہ گیا ہے۔
۶۔ چوتھے رکن میں کیا کی یائے مخلوط شمار نہیں کی گئی اور کا رہ گیا ہے۔
۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں گیسوں کی واوعلت گر گئی اور گیس رہ گیا ہے۔
۸۔ دوسرے رکن میں میرا کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرا رہ گیا ہے۔
۹۔ تیسرے رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔
۱۰۔ اسی رکن میں آشفتہ کی ہائے مختفی گر گئی اور آشفت رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۵۸ تقطیع کرو۔

دکھ ہی دکھ ہے راحت کی کوئی صورت نہیں اب ذرا

فاعلاتُ۔ مُفتَعِلُن۔ فاعلاتُ۔ مُفتَعِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دوبار۔

یارِ بے وفا سے ہمیں شوخِ دل ربا سے ہمیں کب اُمید وصل ہوئی کب اُمید وصل ہوئی

تقطیع

مُفتَعِلُن	فاعلاتُ	مُفتَعِلُن	فاعلاتُ
با سِ ہمے	شوخِ دل ر	فا سِ ہمے	یار بے و
وصل ہُ ئی	کب اُمید	وصل ہُ ئی	کب اُمید

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یار کی ر کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۲۔ لفظ وفا قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور سِ رہ گیا ہے۔
۴۔ اسی رکن میں ہمیں کا نون غنہ گر گیا اور ہمے رہ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں شوخ کی خ کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۶۔ لفظ ربا قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۷۔ چوتھے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۸۔ اسی رکن میں ہمیں کا نون غنہ گر گیا اور ہمے رہ گیا ہے۔

۹۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں اُمید کی دال کے نیچے فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں وصل کا لام دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۱۱۔ اسی رکن میں ہوئی کی واؤ علت گر گئی اور ہئی رہ گیا ہے۔

۱۲۔ تیسرے اور چوتھے رکن میں وہی عمل ہوا ہے جو اس مصرع کے پہلے اور دوسرے رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۵۹ تقطیع کرو۔

۱۔ تجھ بغیر رشک پری کیا خوش آئی سیر چمن
گل ہو خار دل کو میرے دیتے ہیں زیادہ الم

۲۔ آپ نے کہا تھا ابھی رات کو ہم آئے نجی اگر
تم کو کیا اُمید ہے پھر اپنی زندگانی کی

بحرِ مقتضب مثمن مطوی مقطوع

فاعِلاتُ۔مفعُولُن۔فاعِلاتُ۔مفعُولُن

ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔زیادہ تر یہی وزن مروج ہے۔

ہائے یہ نصیب اپنے جس کی وہ تمنا تھے　　　بعد مرگ بھی گھ ہے خاک پر نہ آ نکلا

تقطیع

فاعِلاتُ	مفعُولُن	فاعِلاتُ	مفعُولُن
ہائے یے ن	صی بپنے	جس ک وہ ت	من نا تھے
بعد مرگ	بھی گا ہے	خاک پرن	آ آ نکلے

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں یہ کی ہائے مختفی نے ے ساکن کی شکل اختیار کر لی۔

۲۔ لفظ نصیب قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۳۔ دوسرے رکن میں اپنے کا الف وصل گر گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے حرف نے کو مل گئی اور نصینے ہو گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں کی کی یائے علت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔

۵۔ لفظ تمنا قطع ہو کر تیسرے اور چوتھے رکن میں بٹ گیا ہے۔

۶۔ چوتھے رکن میں تمنا کا نون غنہ مشدد ہے جو دو حرفی ہو گیا ہے۔ تمن نا

۷۔ اسی رکن میں تھے کی تھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۸۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں بعد کی دال کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔

۹۔ اسی رکن میں مرگ کا گاف دوسرا ساکن ہے لہٰذا متحرک ہو گیا ہے۔

۱۰۔ دوسرے رکن میں بھی کی بھ میں ہائے مختفی ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں خاک کا کاف دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۱۲۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا ہے۔

۱۳۔ چوتھے رکن میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ ا ا

مشق نمبر ۶۰ تقطیع کرو۔

۱۔ کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے
برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے

۲۔ ہم سے رنجِ بے تابی کس طرح اٹھایا جائے
داغِ پشتِ دستِ عجز شعلہ خس بہ دنداں ہے

۷۔ بحرِ طویل سالم

فَعُوْلُنْ۔ مَفَاعِیْلُنْ۔ فَعُوْلُنْ۔ مَفَاعِیْلُنْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اس کی کوئی صورت سالم یا مزاحف اُردو میں مروج نہیں کسی نے تکلفاً

کہہ لیا ہے۔ کیونکہ اُردو شعراس بحر میں سست رہتے ہیں۔

نہ کرتو جفا کاری نہ کرتو یہ عیاری خدا اس بھی میں ہے خدا ان بھی میں ہے

۸۔ بحرِ مدید سالم

فاعلا تُن۔ فاعلُن۔ فاعلا تُن۔ فاعلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔
یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اس کی کوئی صورت سالم یا مزاحف اُردو میں مروج نہیں کیونکہ اُردو شعر اس میں سست ہوتے ہیں۔

اور تو باتیں بری چھوڑ دیں سب غیر سے پر نہ اس کوچے کی باز آیا اب تک سیر سے

۹۔ بحرِ بسیط سالم

مُستَفعِلُن۔ فاعِلُن۔ مُستَفعِلُن۔ فاعلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اس کی کوئی صورت سالم یا مزاحف اُردو میں مروج نہیں کیونکہ اس بحر میں اُردو شعر سست رہتے ہیں۔

گھبرا گیا گھر میں دل نفرت ہوئی دشت سے
بہلا میں دل اے جنوں جنگل کے اب گشت سے

۱۰۔ بحر جدید سالم

فَاعِلَا تُن۔ فَاعِلَا تُن۔ مُستَفعِلُن۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ اس بحر کو بزرجمہر نے ایجاد کیا ہے اور یہ فارسی کے لئے مخصوص ہے مگر اس کی ایک مزاحف بحر اُردو میں بھی

مستعمل ہے۔سالم کی مثال۔

لے گیا وہ بے مروت آرامِ دل　　　کچھ نہیں باقی رہا اب جز نامِ دل

تقطیع

فاعلاتُن	فاعِلاتُن	مُستفعِلُن
لے گیا وہ	بے مروت	آ رامِ دل
کچھ نہی با	قی رہا اب	جز نام دل

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں وہ کی ہائے مختفی نہیں گری۔
۲۔ دوسرے رکن میں مروت کا واؤ مشدد ہے جو دو حرفی شمار ہوا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں آرام میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ آ ا
۴۔ اسی رکن میں آرام کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی۔
۵۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں چھ کی چھ میں ہے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔
۶۔ اسی رکن میں نہیں کا نون غنہ گر گیا اور نہی رہ گیا ہے۔
۷۔ لفظ باقی قطع ہو کر پہلے اور دوسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۸۔ تیسرے رکن میں نام کی میم کے نیچے زیر فارسی اضافت ہے جو کھینچ کر نہیں پڑھی گئی

چونکہ یہ بحر مروج نہیں اس لئے مشق کی ضرورت نہیں۔

فعِلاتُن۔فعِلاتُن۔مفاعِلُن۔ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

تیرے قامت سے صنوبر ہے اب خجل　　　تیری زلفوں سے ہمیشہ ہے شب خجل

تقطیع

فَعِلاتُن	فَعِلاتُن	مَفاعِلُن

ہ اب تجل	س صنوبر	ترِ قامت
ہ شب تجل	س ہمیشا	ترِ زلفو

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں تیرے کی درمیانی اور آخری دونوں یائے علت گر گئی اور ترِ رہ گیا۔

۲۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔
۳۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔
۴۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں تیری کی درمیانی اور آخری دونوں یائے علت گر گئیں اور ترِ رہ گیا ہے۔
۵۔ اسی رکن میں زلفوں کا نون غنہ گر گیا اور زلفو رہ گیا ہے۔
۶۔ دوسرے رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔
۷۔ اسی رکن میں ہمیشہ کی ہائے مختفی الف ساکن بن گئی ہے اور ہمیشا ہو گیا۔
۸۔ تیسرے رکن میں ہے کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۶ تقطیع کرو۔

نہ بجھے بادِ مخالف سے تو کبھی — یہ مرا بار خدایا یہ چراغِ دل
غزل اب اور بھی بحر میں بدل کے پڑھ — نہ ملا اس میں بھی انشا سراغِ دل

۱۱۔ بحرِ قریب سالم

مَفَاعِیلُن ۔ مَفَاعِیلُن ۔ فَاعِلاتُن ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر فارسی سے مخصوص ہے اور خلیل بن احمد کے تقریباً دو سو برس بعد مولانا یوسف عروضی نیشاپوری نے ایجاد کی ہے۔ سالم بحر اردو میں مستعمل نہیں۔ البتہ اس کی مزاحف صورتیں مروج ہیں۔

مَفَاعِیلُ ۔ مَفَاعِیلُ ۔ فَاعِلاتُن ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

غبار آ کے تیرے دل میں پھر نہ نکلا　　مرے جی سے جو نکلا تو پھر نہ آیا

تقطیع

مفاعِیلُ	مفاعِیلُ	فاعلاتُن
غبار اک	ترے دل م	پھر ن نکا
مرے جی س	جُ نکلا ت	پھِ ن آ یا

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں غبار کی ر ساکن ہے اور اس کی بعد الف ممدودہ ہے جو دو حرفی شمار ہوتا ہے۔ اس کا پہلا الف وصل ہو گیا اور اس کی حرکت اس سے پہلے حرف یعنی ر کو مل گئی اور دوسرا ساکن الف ر سے مرکب ہو کر را دو حرفی ہو گیا ہے۔

۲۔ اسی رکن میں کے کی یائے علت گر گئی اور ک رہ گیا ہے۔

۳۔ اسی رکن میں تیرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور ترے رہ گیا۔

۴۔ اسی رکن میں پہلے میں کا نون غنہ گر چکا یائے علت گر گئی اور م رہ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں پھر کی پھ میں ہائے مخلوطی ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۶۔ اسی رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور ن رہ گیا ہے۔

۷۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں میرے کی درمیانی یائے علت گر گئی اور مرے رہ گیا ہے۔

۸۔ اسی رکن میں سے کی یائے علت گر گئی اور س رہ گیا ہے۔

۹۔ دوسرے رکن میں جو کی واوٴ علت گر گئی اور ج رہ گیا ہے۔

۱۰۔ اسی رکن میں تو کی واوٴ علت گر گئی اور ت رہ گیا ہے۔

۱۱۔ تیسرے رکن میں وہی عمل ہوا جو پہلے مصرع کے آخری رکن میں ہوا ہے۔

مشق نمبر ۶۲ تقطیع کرو۔

تیرے غم میں مری جاں نکل گیا جی　　شرارے سے یہ فرقت کے جل گیا جی

مَفَاعِیلُ۔ مَفَاعِیلُ۔ فَاعِلَاتْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

مرے غم کی اسے بھی خبر نہیں

تقطیع

مَفاعِیلُ	مَفاعِیلُ	فاعلاتُ
مرے غم کِ	اسے بھی خَ	بر نہیں

۱۔ پہلے رکن میں میرے کی درمیانی یائے مت گر گئی اور مرے رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں کی کی یائے مت گر گئی اور کِ رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں بھی کی بھ میں ہ ملفوظ ہے جو شمار نہیں کی گئی ہے۔
۴۔ لفظ خبر قطع ہو کر دوسرے اور تیسرے رکن میں بٹ گیا ہے۔
۵۔ تیسرے رکن میں نہیں کا نون غنہ گرا نہیں کیونکہ وہ آخری رکن کے آخر میں ہے۔

مشق نمبر ۶۳ تقطیع کرو۔

ستم جور مرنج میں نے دیکھے ترے ہجر میں کیا کیا نہ دکھ اٹھائے
اڑائی جو کسی کی طلب میں خاک یہ تقدیر میری یہ مرا نصیب

مفاعیلُ۔ مفاعیلُ۔ فاعلنُ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار

کروں شکوہ شکایت نہ کیوں بھلا

تقطیع

مَفاعیلُ	مَفاعِیلُ	فَاعِلُنْ
کرو شکو	شکایت نَ	کو بھلا

۱۔ پہلے رکن میں کروں کا نون غنہ گر گیا اور کرو رہ گیا ہے۔
۲۔ اسی رکن میں شکوہ کی ہائے مختفی گر گئی اور شکو رہ گیا ہے۔
۳۔ دوسرے رکن میں نہ کی ہائے مختفی گر گئی اور نَ رہ گیا۔

۴۔ تیسرے رکن میں کیوں کا نون غنہ اور درمیانی یائے علت گر گئی اور کو رہ گیا۔

د۔ اسی رکن میں بھلا کی بھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

مشق نمبر ۴۲، تقطیع کرو۔

وہ جنت نگہ جب جلوہ گر ہوا　　تماشا گہ اہلِ نظر ہوا

تمام ... ہنر ... تو چل ہے　　ہمیں بس ہے ... بصر رہے

۱۲۔ بحرِ مشاکل سالم

فَاعِلَاتُنْ. مَفَاعِیلُنْ مَفَاعِیلُنْ۔ یک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔ یہ بحر اردو میں سالم مروج نہیں۔ البتہ مزاحف صورت قابلِ استعمال ہے۔

فاعلاتُ۔ مفاعیلُ۔ مفاعیلْ۔ ایک مصرع میں ایک بار پورے شعر میں دو بار۔

بارِ غم کا اُٹھانا ہی پڑا آہ　　داغِ ہجر کا کھانا ہی پڑا آہ

تقطیع

فَاعِلَاتُ	مَفَاعِیلُ	مَفَاعِیلْ
بارِ غم ک	اُٹھانا ہِ	پڑا آ آہ
داغ ہجر	ک کھانا ہِ	پڑا آ آہ

۱۔ پہلے مصرع کے پہلے رکن میں بار کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

۲۔ اسی رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا ہے۔

۳۔ اسی رکن میں اُٹھانا کی ٹھ میں ہائے مخلوط ہے جو شمار نہیں کی گئی۔

۴۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہِ رہ گیا ہے۔

۵۔ تیسرے رکن میں آہ میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ ا ا

۶۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن میں داغ کا غین دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گیا ہے۔

۷۔ اسی رکن میں ہجر کی ر دوسرا ساکن ہے جو متحرک ہو گئی ہے۔

۸۔ دوسرے رکن میں کا کا الف علت گر گیا اور ک رہ گیا ہے۔

۹۔ اسی رکن میں ہی کی یائے علت گر گئی اور ہ رہ گیا ہے۔

۱۰۔ تیسرے رکن میں آہ میں الف ممدودہ ہے جو دو حرفی ہے۔ ا ا

مشق نمبر ۶۵ تقطیع کرو۔

لوٹتے ہیں بہاریں جو جوانی کی　　بیتے ہیں وہ شب و روز مزے اسکے
جب اٹھا پردۂ رخ تو یہ سمجھے　　آج کوئی نیا کل وہ کھلائیں گے

۶
رُباعی

رُباعی ان چار مصرعوں کو کہتے ہیں جو اوزانِ رُباعی میں سے کسی پر ہوں۔ اور جس کے تین مصرع ہم قافیہ ہوں۔ رباعی کا وزن بحرِ ہزج کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں نو زحاف آتے ہیں اور ان میں سے چوبیس وزن نکلتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ شجرہَ اخرب کے بارہ وزن

۱	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعل
۲	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعول
۳	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فع
۴	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فاع
۵	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعل
۶	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعول
۷	مفعول	مفاعیلن	مفعول	فعل
۸	مفعول	مفاعیلن	مفعول	فعول
۹	مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع
۱۰	مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فاع
۱۱	مفعول	مفاعیلن	مفعولن	فع
۱۲	مفعول	مفاعیلن	مفعولن	فاع

۲۔ شجرۂ اخرم کے بارہ وزن

۱۳	مفعولن	فاعلن	مفاعیل	فعل
۱۴	مفعولن	فاعلن	مفاعیل	فعل
۱۵	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فع
۱۶	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فاع
۱۷	مفعولن	مفعول	مفاعیل	فعل
۱۸	مفعولن	مفعول	مفاعیل	مفعول
۱۹	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعل
۲۰	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعول
۲۱	مفعولن	مفعولن	مفاعیلن	فع
۲۲	مفعولن	مفعول	مفاعیلن	فاع
۲۳	مفعولن	مفعولن	مفعولن	فع
۲۴	مفعولن	مفعولن	مفعولن	فاع

رباعی کو دوبیتی اور ترانہ بھی کہتے ہیں اور یہ فارسی شعرا کی ایجاد ہے۔ لیکن اُردو میں بھی مروج ہے۔

رُباعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا ہر مصرع ان چوبیس اوزان میں سے کسی وزن پر ہو۔ خواہ چاروں مصرعوں کا وزن ایک ہو۔ اور خواہ چاروں کا مختلف ہو۔ مگر ان ہی چوبیس اوزان میں سے نیز ان چاروں مصرعوں میں سے تین ہم قافیہ بھی ہوں۔ اور اگر چوتھا بھی ہم قافیہ ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔ بلکہ چوتھے مصرع میں قافیہ ہونا اچھا ہی سمجھا جاتا ہے۔

لیکن اگر کوئی چار مصرع ان چوبیس اوزان کے علاوہ کسی اور وزن پر ہوں اور ان میں سے تین یا چاروں ہم قافیہ ہوں تو انھیں رُباعی کہنا درست نہیں۔ لیکن عہدِ حاضر کے بعض شعرا اس اصول کی پابندی کے قائل نہیں۔
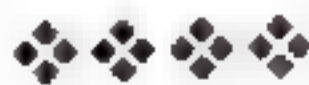
۷

مثنوی

وہ نظم جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو۔ یہ صنف طویل قصوں کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔

مثنوی کے لیے سات وزن مقرر ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ بحرِ متقارب مثمن محذوف یا مقصور۔ فعولن فعولن فعولن فعل یا فعول۔ یہ بحر رزمیہ مثنوی کے لیے مخصوص ہے لیکن میر حسن دہلوی نے مثنوی سحر البیان بدر منیر کو اسی بحر میں لکھا ہے جو نشاطیہ ہے۔

۲۔ بحرِ ہزج مسدس محذوف یا مقصور **مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ فعولن یا مفاعیل** (دوبار) یہ بحر نشاطیہ قصوں کے یے موزوں سمجھی جاتی ہے۔

۳۔ بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف یا مقصور۔ **مفعول مفاعلن فعولن یا مفاعیل** (دوبار) یہ بحر داستان حسن و عشق کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔ پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی کی مثنوی گل زار نسیم اسی بحر میں ہے۔

۴۔ بحرِ خفیف مسدس مخبون محذوف یا مقصور۔ **فاعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن یا فعلان** (دوبار) خواجہ حالی کی مثنوی حب وطن اسی بحر میں ہے۔

۵۔ بحرِ رمل مسدس مخبون محذوف یا مقصور۔ **فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن یا فعلان** (دوبار)

۶۔ بحرِ رمل مسدس محذوف یا مقصور۔ **فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن فاعلان** (دوبار)

۷۔ بحرِ سریع مسدس محذوف یا مقصور۔ **مفتعلن۔ مفتعلن۔ فاعلن یا فاعلان** (دوبار)

اگر چہ مثنوی کے لیے صرف یہ سات وزن مخصوص ہیں لیکن دیگر اوزان میں بھی مثنویاں کہی جاتی ہیں۔ میر۔ آزاد۔ اور حالی کی بعض مثنویاں دیگر اوزان میں بھی ہیں۔

۸

ہندی اوزان

ہندی کے وہ وزن جو اُردو اور ہندی دونوں میں مشترک ہیں۔ اور خوب استعمال ہوتے ہیں

برن برت چھند

شمارہ	ہندی بحر	ارکان	اردو بحر
۱	دھارا	فاعلاتن	بحر رمل
۲	مدرا	مفاعلن	بحر ہزج
۳	ششی	فعولن	بحر متقارب
۴	ہیر	مستفعلن	بحر رجز
۵	رس	مفتعلن	بحر رجز مطوی
۶	ہنسی	فاع فعولن	بحر متقارب اثرم
۷	کیر	فعولن فعل	بحر متقارب مربع محذوف
۸	باریت	فعلن فعولن	بحر متقارب مربع اثلم
۹	مایا	متفاعلن	بحر کامل
۱۰	بڈل یکھا	فعلن فعلن فعلن	بحر غریب مسدس مخبون مسکن
۱۱	تلک	فعلن دوبار	بحر غریب مربع مخبون
۱۲	بموہا	فاعلن فاعلن	بحر غریب مربع سالم
۱۳	سنکھیا ناری	فعولن فعولن	بحر متقارب مربع سالم
۱۴	سمان	فاعلات فاعلن یا فاعلن مفاعلن	بحر رمل مربع مکفوف محذوف۔ بحر ہزج مربع اشتر مقبوض
۱۵	پرمانکا	مفاعلن مفاعلن	بحر ہزج مربع مقبوض

۱۶	اپچترا	فعلن فعلن فاع فعولن	بحر متقارب مثمن اثرم مجیق
۱۷	سیتا	متفاعلن متفاعلن	بحر کامل مربع سالم
۱۸	نیل سروپ	فاع فعول فعول فعولن	بحر متقارب اثرم مقبوض
۱۹	سوپرن پریات	فعلن فعولن فعولن فعولن	متقارب مثمن اثلم الصدر والا تبدا
۲۰	تروٹک	فعلن فعلن فعلن فعلن	متدارک مثمن مخبون
۲۱	بجھنگ پریات	فعولن فعولن فعولن فعولن	متقارب مثمن سالم
۲۲	سرنگارنی	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	بحر غریب مثمن سالم
۲۳	چانک	مفاعیلن تین بار	ہزج مسدس مقبوض
۲۴	کندک	فعولن فعولن فعولن فعولن	متقارب مسبغ
۲۵	سازللک	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع	متقارب مثمن مضاعف اثرم مقبوض مجیق محذوف یا بحر غریب مخبون مسکن احذ
۲۶	چامر	فاعلات فاعلات فاعلن	رمل مثمن محذوف
۲۷	سوم	فاعلاتن فاعلاتن	رمل مربع سالم
۲۸	بدن مالا	فعلن چار بار	صوت الن قوس
۲۹	مدلیکھا	فعلن فاع فعولن	متقارب مسدس اثرم مجیق مقبوض
۳۰	من ہنس	متفاعلن تین بار	مسدس سالم
۳۱	پنچ چامر	مفاعلن چار بار	ہزج مثمن مقبوض
۳۲	منجری	فعلن فعلن فعلن فاع فعولن فاع فعولن فعلن	متقارب مثمن مضاعت اثرم مقبوض مجیق
۳۳	گرتا	فاع فعول فعول فعول فعول فعول فعل	متقارب اثرم مقبوض محذوف (ہفت رکنی)
۳۴	گیت	متفاعلن چار بار	بحر کامل مثمن سالم

۳۵	ڈنڈکا	فاعلات پانچ بار	بحر رمل مکفوف
۳۶	مندرا سندر یا نی	فاع فعول فعول فعول فعول فعول فعول فعل	متقارب اثرم مقبوض محذوف سولہ رکنی
۳۷	دوبلا	فَعِلن آٹھ بار	متدارک مخبون مثمن المضاعف
۳۸	مہا بھجنگ پریات	فعولن آٹھ بار	متقارب مثمن المضاعت
۳۹	اُملا یا سندری	فعلن آٹھ بار فعلن آٹھ بار	غریب مخبون احذ خاف استعمال
۴۰	گمستبک	فعلن نو بار	خذف استعمال
۴۱	میں کبت	مفاعلن آٹھ بار	ہزج مقبوض مثمن المضاعف
۴۲	بھدر براٹھ	مفعول مفاعلن فعولن	ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف

ماترابرت چھند

شمارہ	ہندی بحر	ارکان	اُردو بحر
۱	کاما	فعلن	متدارک مخبون مسکن
۲	ششں	فعولن	متقارب
۳	رام	فعلاتن	رمل مخبون
۴	شبھ گت	مفاعیلن فاعلاتن	
۵	ہاری	فعلن فعولن	متقارب مربع اثلم
۶	تومر	متفاعلن فعلات	کامل مربع احذ مسبغ
۷	نراچکا	مستفعلن مفاعلن	رجز مربع مخبون
۸	ہاکل کا	فاع فعول فعول فعل	متقارب اثرم مثمن
۹	ڈارل	فاع فعول فعول فعولن	متقارب مثمن اثلم یا اثرم محیق
۱۰	دھاری	فعول فعول فعول فعولن	متقارب مقبوض

علم قافیہ

جب تک فنون لطیفہ میں پوری مطابقت پیدا نہیں ہوتی شعر میں بھی ناہمواری رہتی ہے۔ قافیے کے لیے جو پابندیاں قرار دی گئی ہیں۔ وہ اسی اصول پر بنی ہیں جن سے سب قافیہ اصول فطرت اور آئین تمدن کے موافق ہو گیا ہے۔ اردو میں قافیے بہ کثرت ہیں اس لئے قافیے کے ترک کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ عربی فارسی اصول کی پوری پیروی بھی اردو زبان کی ساخت کی مطابق نہیں۔ لہذا صرف ان ہی اصول کی اتباع مفید ہے جو اردو شاعر سے فطری مناسبت رکھتے ہیں۔

تعریف قافیہ۔ وہ معین حروف جو مختلف الفاظ میں مطلع اور بیت کے ہر مصرع اور ہر شعر کے دوسرے مصرع کے آخر میں مکرر آئیں اور مستقل نہ ہوں قافیہ کہلاتے ہیں۔

دلی مرحوم ہاں اے مخزن علم و ہنر تجھ کو بھی کچھ یاد ہے وہ عہد فیروزی اثر
اہل دہلی جن کے دم سے فی الحقیقت ہے مراد ان کی بزم کامرانی ہو گئی زیر و زبر (اخلاق)

ان اشعار میں پہلا شعر مطلع ہے جس کے دونوں مصرعوں میں ہنر اور اثر قافیہ ہے۔ اور دوسرے شعر کے صرف دوسرے مصرع میں زبر قافیہ ہے۔

حکم۔ جس قافیے کی بعد ردیف بھی ہو اسے حکم کہتے ہیں۔ مثلاً

کوبہ کوچرچے ہیں رسوائی بہت اپنی نادانی بھی کام آئی بہت (نعیم)
دیکھنا پھر ان کی جانب دیکھنا ایک وہ ہیں اور تماشائی بہت (اخلاق)

ان اشعار میں رسوائی۔ آئی اور تماشائی قافیہ اور بہت ردیف ہے اس لئے یہ قافیے حکم ہیں۔

۲۔ الفاظِ قافیہ

الفاظ قافیہ تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔

۱۔ لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ مثلاً زرد اور درد کا قافیہ کہ ان دونوں کے معنی بھی مختلف ہیں اور لفظ بھی۔

۲۔ معنی کے اعتبار سے مختلف ہوں اور لفظ کے اعتبار سے مختلف نہ ہوں۔ مثلاً آہنگ ایک قافیہ میں یہ معنی ارادہ اور دوسرے میں یہ معنی آواز ہو۔

۳۔ لفظ کے اعتبار سے مختلف ہوں اور معنی کے اعتبار سے مختلف نہ ہوں۔ مثلاً سرد اور برد کہ دونوں کے معنی (ٹھنڈ) ایک ہیں مگر لفظ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

۳۔ حروفِ قافیہ

قافیے کے نو حروف ہیں۔ حرف تاسیس و دخیل و قید و ردف اور روی بعد ازاں وصل و مزید[1] اور خروج و نائرہ

نوٹ قافیے کا اصلی حرف روی ہے باقی چار روی سے پہلے اور چار روی کے بعد آتے ہیں۔ روی کا ہونا ضروری ہے۔

روی۔ (اسباب باندھنے کی رسی) قافیہ کے اصلی اور آخری حرف کو روی کہتے ہیں جیسے تقریر اور تحریر میں ر ہے۔ روی قافیے کی جڑ ہے اس کے بغیر قافیہ نہیں ہوتا۔

۴۔ حرفِ اصلی و حرفِ زائد

اصلی۔ وہ حرف ہے جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی ہو جائے جیسے تقریر کی ر علیحدہ کرنے سے تقری بے معنی لفظ رہ جاتا ہے۔ نیز روی سے پہلے جو حرفِ قافیہ ہوتے ہیں انھیں بھی حروف اصلی ہی کہتے ہیں۔

---

[1] مولانا صہبائی نے مزید کو مقدم اور خروج کو موخر رکھا ہے مگر جملہ دیگر اہل فن نے خروج کو مقدم اور مزید کو موخر کیا ہے ہم نے صہبائی کی اتباع کی ہے۔

زائد۔ وہ حرف جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی نہ ہو جیسے چھوڑا میں الف زائد ہے جس کے علیحدہ کرنے سے چھوڑ بے معنی نہیں ہوتا چنانچہ اس میں ڑ حرف اصلی ہے اور الف حرف زائد۔

نوٹ بعض مرتبہ حرف زائد بھی حرف روی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے حرف اصلی سمجھ لیا جاتا ہے جیسے خالی اور سالی میں کہ خالی کی ی اصلی اور سالی کی زائد ہے جو قافیے میں اصلی کے قائم مقام ہو گئی ہے۔

نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی ہر ایک معشوق میں تھی جڑی (میر حسن)

جڑی میں ی زائد ہے اور جڑی میں اصلی ہے

۵۔ حروفِ قافیہ کی تقسیم

چار حرف روی سے پہلے اور چار بعد میں آتے ہیں۔ قافیے میں حرف روی کا ہونا ضروری ہے۔ باقی حروف کا ہونا ضروری نہیں۔ دو چار بھی ہو سکتے ہیں اور کم و بیش بھی۔

۶۔ حروفِ اصلی و وصلی

جو حروف حرف روی سے پہلے بلا فاصلہ آتے ہیں انھیں حروف اصلی کہتے ہیں اور جو حروف حرف روی کے بعد بلا فاصلہ آتے ہیں انھیں حروف وصلی کہتے ہیں۔

۷۔ قافیے کے حروفِ اصلی

وہ حروف جو حرف روی سے پہلے بلا فاصلہ آتے ہیں یہ ہیں ۱۔ تاسیس ۲۔ دخیل ۳۔ ردف ۴۔ قید

تاسیس[1]۔ (بنیاد رکھنا) وہ ساکن الف جو روی سے پہلے آئے اور اس کے اور روی کے درمیان ایک متحرک حرف ہو جیسے قاتل اور قابل میں الف ہے۔

---

[1] ہر قافیے میں حرف تاسیس کا لانا ضروری نہیں البتہ اگر مطلع میں پابندی کی گئی ہے تو ضروری ہے۔

دخیل [2]۔ (بیچ میں آنے والا) وہ متحرک حرف جو روی اور تاسیس کے درمیان آئے جیسے قابل اور قاتل میں ب اور ت ہے۔

رِدف [3] یا رِدفِ مطلق۔ (پیچھے پیچھے آنا) وہ حرفِ مدہ جو روی سے پہلے بلا فصل آئے ردف کہلاتا ہے۔

حرفِ مدہ۔ وہ ساکن حرفِ علت (ا۔ و۔ ی) جس سے پہلے حرف کی حرکت اس کے مطابق ہو۔ الف سے پہلے زبر، واو سے پہلے پیش اور ی سے پہلے زیر ہو، جیسے جمال، وبال میں الف یا تاخیر وغیرہ میں ی اور قبول رسول میں واو ردف ہے کیونکہ یہ حرف روی سے پہلے بھی ہیں حرفِ علت بھی ہیں اور ان سے پہلے حرف پر جو حرکت ہے وہ ان کے موافق بھی ہے۔

۸۔ اقسامِ رِدف

قافیے میں کبھی ایک ردف ہوتا ہے اور کبھی دو، چنانچہ جب ایک ہوتا ہے جیسے جمال میں الف تاخیر میں ی اور قبول میں واو اسے ردف مطلق یا ردف محض یا صرف ردف کہتے ہیں۔

۹۔ رِدفِ اصلی و رِدفِ زائد

جب قافیہ میں دو ردف ہوں یعنی روی اور ردف کے درمیان کوئی اور ساکن حرف ہوتا ہے تو پہلے حرف ردف کو اصلی اور حرفِ ساکن کو جو روی اور ردف اصلی کے درمیان ہوتا ہے۔ ردف زائد کہتے ہیں جیسے گوشت اور دوست میں ت حرفِ روی واو ردف اصلی اور ش، س ردف زائد ہیں۔

نوٹ: ردف زائد کو روی سے ملا کر روی مضاعف بھی کہتے ہیں۔

---

[2] ہر قافیے میں دخیل کی تخصیص ضروری نہیں کامل جاہل اور دل کا قافیہ ہو سکتا ہے البتہ لازم قرار دے لیں تو پابندی کرنی چاہیے۔ [3] اردو میں اختلاف ردف جائز نہیں۔

۱۰۔ رِدفِ زائد کے چھ مخصوص حروف

ش ، ر ، ف ، س ، خ ، ن (شرف سخن)

یہ چھ ساکن حروف ردف اور روی کے درمیان آتے ہیں اور ردف زائد کہلاتے ہیں۔

قید۔ (بندش) حرف مدہ کے علاوہ وہ حرف ساکن جو بلا فصل روی سے پہلے آئے جیسے ابر اور طور میں ب اور واؤ ہے۔

نوٹ اگر حرف علت سے پہلے حرف کی حرکت اس کے موافق نہ ہو مثلاً الف سے پہلے زبر واؤ سے پہلے پیش اور ی سے پہلے زیر نہ ہو ورنہ وہ بلا فصل حرف روی سے پہلے ہو تو وہ قید ہو گا۔ ردف نہ ہو گا قافیے میں قید کی پابندی لازمی ہے۔

۱۱۔ قید کے بارہ مخصوص حروف

یہ بارہ ساکن حروف بلا فصل روی سے پہلے آتے ہیں اور حروف قید کہلاتے ہیں۔

باؤ خاؤ راؤ زاو سیس شین غین فاؤ نون واو ہاؤ یا

ب خ ر ز س ش غ ف ن و ہ ی

۱۲۔ قافیے کے حروفِ وصلی

قافیے کے وہ چار حروف جو روی کے بعد بلا فاصلہ آتے ہیں۔ اور اصلی نہیں ہوتے انھیں وصل ، مزید ، خروج ، نائرہ کہتے ہیں۔

وصل (ملنا) وہ حروف جو روی کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے بیماری اور گرفتاری میں ی حرفِ وصل ہے۔

۱۳۔ روی اور وصل کا فرق

حرف روی کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی ہو جاتا ہے اور حرف وصل کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی نہیں ہوتا۔ مثلاً تقریر میں آخری حرف ر حرف روی ہے جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی ہو جاتا ہے اور تقریری میں آخری حرف ی حرف وصل ہے جس کے علیحدہ کرنے سے لفظ بے معنی نہیں ہوتا۔

مزید۔(زیادہ) وہ حرف جو وصل کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے جانا میں ن حرف وصل ہے اور اس کے بعد کا الف مزید ہے۔ اور پہلا الف جو ن سے متصل ہے حرف روی ہے۔

خروج۔(باہر آنا) وہ حرف جو مزید کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے آئے گا میں ہ حرف روی ے حرف وصل اور گ حرف مزید الف حرف خروج ہے۔

نائرہ۔ وہ حرف جو خروج کے بعد بلا فاصلہ آئے جیسے ... میں ہ حرف روی و حرف وصل ن حرف مزید گ حرف خروج الف حرف نائرہ ہے۔

نوٹ مولانا صہبائی نے لکھا ہے کہ وصل کے سوا مزید، خروج اور نائرہ اردو اشعار میں نہیں آتے۔ مولانا نجمی بحر الفصاحت صفحہ ۳۰۶ میں لکھتے ہیں کہ یہ قول تحقیق کے خلاف ہے۔ مرزا قتیل نے ثابت کیا ہے کہ اردو میں بھی آتے ہیں جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے۔

۱۴۔ حرکاتِ قافیہ

زیر۔ زبر۔ پیش کو حرکات کہتے ہیں۔ قافیے میں ان کی چھ حالتیں ہیں اور چھ ہی نام ہیں۔

رَس(ابتدا کرنا) الف تاسیس سے پہلے حرف کی حرکت (زبر) کو رس کہتے ہیں۔ جیسے کامل اور ماہر میں الف سے پہلے حرف کی حرکت (زبر) رس ہے۔

اِشباع۔(قید کرنا) حرف دخیل کی حرکت کو اشباع کہتے ہیں۔ جیسے کامل اور مادر میں م اور د کی حرکت ہے۔ حرکت اشباع کی پابندی ضروری ہے۔ اگر روی متحرک ہو تو اختلاف اشباع جائز ہوگا۔

حذو۔ (دو چیزوں کو برابر کرنا) ردف اور قید سے پہلے حرف کی حرکت کو حذو کہتے ہیں۔ جیسے شمار اور بند میں م اور ہ کی حرکت ردف میں حرکت حذو کا اختلاف جائز نہیں، چنانچہ دلیل اور طفیل ہم قافیہ نہیں ہو سکتے۔ البتہ اگر روی متحرک ہو تو قید میں اختلاف جائز ہے ورنہ قید میں بھی جائز نہیں۔

توجیہہ۔ (مونھ پھیرنا) اس روی ساکن کے پہلے حرف کی حرکت کو توجیہہ کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی حرف قافیہ نہ ہو جیسے علم میں ل کی حرکت توجیہہ ہے۔ حرکت توجیہہ کا اختلاف جائز نہیں۔

مجریٰ۔ (جاری ہونے کی جگہ) حرف روی کی حرکت کو مجریٰ کہتے ہیں جیسے خبری اور افسری میں ر کی حرکت (زیر) مجریٰ ہے۔ حرکت مجریٰ کا اختلاف جائز نہیں۔

نفاذ۔ (فرمان جاری کرنا) حرف وصل کی حرکت کو نفاذ کہتے ہیں جیسے ہنسنے میں ن کی حرکت (زیر) نفاذ ہے۔ مزید خروج اور مزید کی حرکت کو بھی نفاذ ہی کہتے ہیں ن کا اختلاف جائز نہیں۔

۱۵۔ اوصافِ روی

روی مقید۔ روی ساکن کو روی مقید کہتے ہیں جیسے سر اور بر میں ر روی مقید ہے۔

روی مطلق۔ وہ حرفِ روی جو حرف وصل کی وجہ سے متحرک ہو اسے روی مطلق کہتے ہیں جیسے کرے اور دھرے میں ر روی مطلق ہے اور ے حرفِ وصل ہے۔

روی مجرد۔ وہ حرف روی جس کے آس پاس حروف قافیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے در۔ ڈر اور گر۔

۱۶۔روی مقید کی قسمیں

روی مقید مع ردف۔وہ ساکن روی جس کے ساتھ حرف ردف ہو جیسے کار اور بار میں الف ردف اور ر حرف روی مع ردف ہے۔

روی مقید مع قید۔ وہ روی ساکن جس کے ساتھ حرف قید ہو جیسے مست میں س حرف قید اور ت حرف روی مع قید ہے۔

روی مقید مع تاسیس۔ وہ ساکن روی جس کے ساتھ حرف تاسیس ہو جیسے کامل میں الف حرف تاسیس م حرف دخیل اور ل حرف روی مع تاسیس ہے۔

۱۷۔روی مطلق کی قسمیں

روی مطلق مع ردف۔وہ متحرک روی جس کے ساتھ کوئی حرف مدہ (ردف) ہو جیسے باری میں ر متحرک روی مطلق الف حرف مدہ (ردف) اور ی حرف وصل ہے۔

روی مطلق مع قید۔وہ متحرک روی جس کے ساتھ کوئی حرف قید ہو جیسے مستی میں س حرف قید ت (متحرک) حرف روی مع قید اور ی حرف وصل ہے۔

روی مطلق مع تاسیس۔وہ متحرک روی جس کے ساتھ کوئی حرف تاسیس ہو جیسے کاہلی میں الف حرف تاسیس ہ حرف دخیل ل (متحرک) حرف روی مع تاسیس اور ی حرف وصل ہے۔

۱۸۔ عیوبِ قافیہ[1]

حرفِ روی اصلی وزائد۔ ایک قافیے میں حرفِ روی اصلی ہو اور دوسرے میں حرفِ زائد کو بہ تکلف روی بنا لیا جائے جیسے گالی کا قافیہ لالی ہو کہ گالی میں ی حرفِ روی اصلی ہے اور لالی میں ی نسبتی اور زائد ہے۔

حرفِ روی ساکن[2] و متحرک۔ ایک قافیے میں حرفِ روی ساکن ہو اور دوسرے میں متحرک جیسے بے تاب غیر اور تابہ غیر میں پہلے حرفِ روی ب ساکن ہے اور دوسرے میں متحرک۔

اقویٰ۔ (سامان ختم کرنا) حرکت توجیہ (روی سے پہلے کی حرکت) کا اختلاف جیسے سَم (زہر) سُم (گھوڑے کا کھر) میں م حرفِ روی ہے اور اس سے پہلے حرف س کی حرکت مختلف ہے۔

اکفا۔ (ہم نسل ہونا) حرفِ روی کا مختلف ہونا جیسے آپ و رکتاب میں ب اور پ یا سیاہ و صباح میں ہ اور ح حرفِ روی مختلف ہیں۔

اختلافِ رِدف۔ حرف ردف کا مختلف ہونا جیسے کار اور دور میں الف اور واؤ حرفِ ردف مختلف ہیں۔

اختلافِ قید۔ حرفِ قید کا اختلاف خواہ قریب المخرج ہوں جیسے شہر اور بحر میں ہ اور ح حرفِ قید قریب المخرج ہیں۔ اور خواہ قریب المخرج نہ ہوں جیسے شعر اور عمر میں ع اور م بعید المخرج ہیں ان دونوں میں سے پہلا عیب (مولانا صہبائی کے نزدیک) زیادہ معیوب نہیں۔

اختلافِ اِشباع۔ حرکت اِشباع (حرفِ دخیل کی حرکت) کا اختلاف بہ شرطے کہ روی مقید ہو جیسے کامل اور تجاہل میں م اور ہ کی حرکت کا اختلاف ہے۔

اختلافِ حذو۔ حرکت حذو (حرفِ ردف اور قید سے پہلے حرف کی حرکت) کا اختلاف جیسے نور اور دور کا قافیہ کیا جائے۔ نوٹ اختلافِ قید اختلافِ اِشباع اور اختلافِ حذو کو سناد[3] کہتے ہیں۔

---

[1] عیوبِ قافیہ میں یہ بعض کے نام معین ہیں اور بعض کے نہیں۔ [2] اس عیب کو غلو کہتے ہیں۔ [3] مخالفت

ایطا یا شائیگان۔ (پامال کرنا) ایک قافیے کو دو بار یا کئی بار لانا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ ایطائے خفی ب۔ ایطائے جلی

ا۔ ایطائے خفی۔ وہ قافیہ جس میں حرف زائد مکرر آئے مگر یہ خوبی ظاہر نہ ہو جیسے دانا اور بینا میں الف زائد اور مکرر ہے۔ مگر کثرتِ استعمال کی وجہ سے خوب ظاہر نہیں بلکہ کلمے کا جز معلوم ہوتا ہے۔

ب۔ ایطائے جلی۔ وہ قافیہ جس میں کوئی کلمہ مکرر آئے اور یہ خوبی ظاہر ہو جیسے دردمند اور حاجت مند میں مند مکرر اور ظاہر ہے۔

نوٹ۔ قصیدے اور غزل وغیرہ میں چند شعر کے بعد پھر وہی قافیہ لایا جا سکتا ہے جو پہلے لایا جا چکا ہے مگر مطلع و بیت کے دونوں مصرعوں یا ایک شعر کے بعد دوسرے شعر میں لانا جائز نہیں۔

تضمین۔ قافیے کا باعتبار معنی بعد میں آنے والے قافیے پر موقوف ہونا جیسے۔

رکھتا تو ہے ہر چند قدم گر تو پا عشق کے مزار پر جنے سے الا
اتنا بھی تجھے اے دل سوختہ کا وہ شعلہ بھڑکتا ہے کہ سوزاں ہی گیا

الا کا تعلق آخری مصرعے کے قافیے گیا سے ہے اس سے پہلے مطلب پورا نہیں ہوتا۔

نوٹ۔ مولانا صہبائی اسے عیب نہیں بتاتے۔

تغیّر۔ اشارہ کیے بغیر غزل یا قصیدہ میں قافیہ بدل دینا اگر اشارہ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

قافیہ معمول یا معمولہ۔ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کر کے ایک جز کو قافیہ اور دوسرے کو ردیف بنانا۔

وہ شوخ سیم تن مرے ملنے سے کیا ہو خوش نے اشرفی ہے پاس مرے اور نہ روپے

اس کے اور اشعار میں پے ردیف اور تو لہو قافیے ہیں اس شعر میں رو کو قافیہ اور پے کو ردیف بنا لیا ہے جو ایک لفظ کے دو جز ہیں اور یہ معیوب ہے۔

۱۹۔ اقسام قافیہ بہ اعتبارِ وزن

مترادف۔ وہ قافیہ جس کے آخر میں[1] دو ساکن حرف متصل ہوں جیسے اسیر اور امیر میں ی اور ر دو ساکن متصل ہیں۔

متواتر۔ وہ قافیہ جس میں دو ساکن حروف کے درمیان ایک متحرک حرف ہو جیسے دشمن میں ش اور ن دو ساکن حروف کے درمیان م ایک متحرک حرف ہے۔

متدارک۔ وہ قافیہ جس میں آخر کے دو ساکن حروف کے درمیان دو متحرک حروف ہوں جیسے فیصلہ میں ی اور ہ دو ساکن حروف ہیں اور ان کے درمیان ص اور ل دو متحرک حروف ہیں۔

متراکب۔ وہ قافیہ جس میں آخر کے دو ساکن حروف کے درمیان تین متحرک حروف ہوں جیسے روزِ ازل میں و اور ل دو ساکن حروف کے درمیان ز، ا، ز تین متحرک حروف ہیں۔

متکاوس۔ وہ قافیہ جس میں آخر کے دو ساکن حروف کے درمیان چار متحرک ہوں۔ اردو فارسی میں کوئی مثال نہیں ملتی یہ عربی سے مخصوص ہے۔

---

۱ ساکن آخر سے مراد آخری جز ہے۔

ردیف[1]

حسن و زیبائش کے علاوہ اردو شاعری میں خیالات کی وسعت رنگینی اور تنوع کا بڑا سبب ردیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قسم کے گوناگوں خیالات اردو شاعری میں پائے جاتے ہیں اور شاعری میں ان کا پتہ بھی نہیں۔

ردیف کے بدلنے سے قافیے کی حیثیت بدل جاتی ہے اور ایک ہی قافیہ کئی طریق سے بندھ سکتا ہے جس سے مضامین وسعت اور رنگینی پیدا ہوجاتی ہے۔ ردیف جتنی خوشگوار اور اچھوتی ہوتی ہے۔ اتنا ہی ترنم اور موسیقیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

تعریف۔ وہ کلمہ یا حرف جو قافیے کے بعد مکرر اور مستقل آئے جیسے تقریر ہوتی ہے۔ تصویر ہوتی ہے میں تقریر اور تصویر قافیہ اور ہوتی ہے ردیف ہے۔ ردیف عموماً متحدالمعنی ہوتی ہے مگر کبھی مختلف المعنی بھی ہوتی ہے جیسے اشعار ذیل میں ہے۔

قوم کی خدمت ہے وجہ افتخار   منزلت ہم کو نظر آئی بہت
نور کی دنیا میں اب رہتا ہوں میں   دل کے ہاتھوں منزلت پائی بہت
میں کہاں وہ حسن کی دنیا کہاں   یاد میری آئی تو آئی بہت

پہلے دو شعروں میں ردیف بہت بمعنی زیادہ اور تیسرے میں بمعنی استعجاب ہے اور ردیف کے مختلف المعنی ہونے میں مضائقہ نہیں البتہ لفظاً اختلاف جائز نہیں لیکن اگر اشارۃً ظاہر کردیا جائے تو پھر جائز ہے۔ کبھی تمام شعر قافیہ اور ردیف ہی ہوتا ہے۔ مثلاً

سر اپنا نثارِ فرقِ جاناں کیجئے   زر اپنا نثارِ فرقِ جاناں کیجئے

سر اور زر قافیہ اپنا نثارِ فرقِ جاناں کیجئے ردیف ہے۔

---

[1] ایک گھوڑے پر سوار کے پیچھے سوار ہونا۔

ردیف حاجب۔ وہ ردیف جو دو قافیوں کے درمیان آئے۔

چھٹنا ترا غیر سے ہے یار اب معلوم　　ہم پھرتے ہیں بہر دیار اب محروم

یار اور دیار اور معلوم و محروم قافیے ہیں جن کے درمیان اب ردیف حاجب ہے۔

تقابل ردیف۔ مطلع کے سوا ردیف کو پہلے مصرع میں نہیں لانا چاہیے۔ البتہ اگر ردیف کا کوئی جز پہلے مصرع کے آخر میں آجائے تو مضائقہ نہیں۔

نوٹ۔ شعر میں قافیہ کی پابندی لازم ہے ردیف کا لانا ضروری نہیں شعر بلا ردیف بھی ہوسکتا ہے اور جس شعر میں ردیف ہوتی ہے اسے مردّف کہتے ہیں۔

سرقاتِ شعری

تعریف۔ کسی دوسرے شاعر کے شعر کو بعینہ یا لفظی و معنوی ادل بدل سے اپنا کر لینا سرقہ شعر کہلاتا ہے۔

سرقاتِ شعری کی دو قسمیں ہیں الف۔ سرقہ ظاہر ب۔ سرقہ غیر ظاہر

سرقہ ظاہر کی قسمیں

نسخ و انتحال۔ بعینہ دوسرے شاعر کے شعر کو اپنا کر لینا اور یہ بہت بڑا عیب ہے۔

مسخ و اغارہ۔ لفظی ادل بدل سے دوسرے شاعر کے شعر کو اپنا کر لینا۔ اگر دوسرے شعر کی ترتیب پہلے سے بہتر ہو تو سرقہ نہیں ترقی ہے اور یہ جائز ہے ورنہ نہیں۔

المامِ سلخ۔ دوسرے شاعر کے شعر کا مضمون اپنے الفاظ میں ادا کر کے اپنا کر لینا۔

توارد۔ دو شاعروں کے شعر کا لفظی و معنوی اعتبار سے بلا اطلاع ارادہ اتفاقاً یکسا ہونا۔ یہ سرقہ نہیں تیزیٔ فکر کے باعث ایسا ہو جاتا ہے۔

سرقہ غیر ظاہری کی قسمیں۔ سرقہ غیر ظاہر معیوب نہیں بلکہ اگر اچھا تصرف ہے تو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔

۱۔ دو شاعروں کے اشعار میں معنوی مشابہت کا ہونا۔
۲۔ ایک کے شعر میں دعویٰ خاص ہو اور دوسرے کے شعر میں عام۔
۳۔ کسی کے مضمون کو تصرف سے نقل کرنا۔
۴۔ دوسرے شعر کے مضمون کا پہلے شعر سے متضاد و مخالف ہونا۔
۵۔ پہلے شعر کے مضمون میں مستحسن تصرف کرنا اور یہ بہت مستحسن ہے۔

تضمین و اقتباس

تعریف۔ دوسرے کے کلام کو شامل کر لینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ دوسرے کے کلام کو اپنے کلام میں اس طرح شامل کر لینا کہ یہ معلوم ہو کہ یہ دوسرے کا کلام نہیں۔
۲۔ دوسرے کے کلام کو اپنے کلام میں اس طرح شامل کرنا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ اسی کا کلام ہے بلکہ اشارۃً بتا دینا کہ یہ دوسرے کا کلام ہے۔ مثلاً

دردؔ نے گویا کہا تھا یہ انہیں کے واسطے ۔۔۔ اپنے اپنے بوریئے پر جو گدا تھا شیر تھا

ہدایت۔ جب تک باوثوق ذرائع سے یہ علم نہ ہو کہ سرقہ کیا گیا ہے اس وقت تک کسی شعر پر سرقہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

شعر کہنے کے قاعدے

شاعری کا جذبہ خداداد چیز ہے جو خالی سیکھنے سکھانے سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ جس کسی کو یہ جذبہ عطا ہوتا ہے اس کی طبیعت کو اس فن شریف سے فطری مناسبت ہوتی ہے۔ اور جس کی طبیعت میں یہ مادہ ہوتا ہے اس کے دل میں شعر کہنے کی خواہش چٹکیاں لیتی اور شعر کہنے کے لیے ابھرتی رہتی ہے۔

چناں چہ جب وہ اس راہ میں قدم رکھتا ہے تو اس کی طبیعت راہ دینے لگتی ہے اسے لطف آنے لگتا ہے حتیٰ کہ مشکلات سے بھی جی نہیں چراتا بلکہ اسے ان مشکلات سے دوچار ہونے میں مزا آتا ہے اور ان کو حل کرنے میں اس کا دل لگتا ہے اور تھوڑی سی مشق سے اسے وہ وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں جو کسی ایسے شخص کو جس کی طبیعت کو اس سے لگاؤ نہ ہو مدت کی مشق سے بھی حاصل نہیں ہوتیں۔

الغرض اس راہ میں ان ہی لوگوں کو قدم آگے بڑھانا چاہیے جن کی طبیعت میں یہ مادہ ہے اور وہی اچھے شاعر بن سکتے ہیں ورنہ پرہیز کرنا چاہیے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ انھیں یہ سودا نہیں۔

۱۔ موزونیت

شعر کو صحیح ڈھنگ سے پڑھنے اور ادا کرنے کو موزونیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شعر کو اس طرح پڑھا جائے کہ جن حروف و حرکت کو شعر میں دبا کر اور کھینچ کر ادا کیا گیا ہے انھیں بعینہ دبا کر اور کھینچ کر ہی ادا کیا جائے۔ اس میں سرمو فرق نہ ہو۔

یہ موزونیت شاعری سے فطری مناسبت کی نمایاں علامت سمجھی جاتی ہے چنانچہ یہ دیکھنے میں آیا ہے بعض اَن پڑھ اور کم عمر بچے جن کی طبیعت کو شعر سے لگاؤ ہوتا ہے بعض ایسے شعروں کو موزوں

پڑھ دیتے ہیں جو بعض فاصلوں سے بھی موزونیت کے ساتھ پڑھے نہیں جاتے ہیں۔

لہذا اگر موزونیت میں قدرے کمی ہو یا شرم دامن گیر ہو۔ تو شعر کو بار بار پڑھنا چاہیے۔ اس سے یہ کمی رفع ہو جائے گی اور جھجک نکل جائے گی اور شعر موزوں پڑھا جانے لگے گا۔

۲۔ مطالعہ

شعر کہنے کے لیے صرف فطری مناسبت اور موزونیت ہی کافی نہیں بلکہ اس جذبے کو قوت پہنچانے اور استعداد بڑھانے کے لیے مطالعہ کی بھی ضرورت ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ مطالعہ کتب اور مطالعہ کائنات۔

۳۔ مطالعہ کتب

ابتدائی حالت میں صرف ونحو سے واقفیت اور علم عروض سے آگاہی ضروری ہے۔ عروض میں اتنی مہارت ہو کہ مروج بحروں سے اشعار کی تقطیع کر لی جائے اور اگر علم بیان اور علم بدیع میں قدرے دست رس ہو تو بہت مفید ہے۔ مگر رفتہ رفتہ مطالعہ کو وسیع کرنا چاہیے اور زبان میں صفائی اسلوب میں ندرت اور خیالات میں بلندی پیدا کرنے کے لیے مستند اہل زبان کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔

۴۔ مطالعہ کائنات

مطالعہ کتب کے علاوہ براہ راست اور بذات خود نسخہ کائنات کا مطالعہ بلکہ فطرت انسانی کا مطالعہ خاص طور پر کرنا چاہیے۔ اور انسان کی ان مختلف حالتون کو بہت گہری نظر سے دیکھنا چاہیے جو مختلف اوقات میں اس کو پیش آتی ہیں۔ اور ان کیفیات تک رسائی حاصل کرنے چاہیے جو عام نگاہوں سے پوشیدہ ہوتی ہیں اور اس سرمایہ معلومات کو اپنی یادداشت کے خزانے میں محفوظ رکھے اور ضرورت کے وقت اس سے کام لے۔

۵۔ مصرع لگانا

جب معلومات کی یہ منزلیں طے ہو جائیں تو کسی استاد کا دیوان یا کوئی نظم کی کتاب لے کر کھولنی چاہیے۔ اور پہلے مصرعوں کو کسی کاغذ وغیرہ سے چھپا لینا چاہیے بعد ازاں دوسرے مصرع کے مطابق جو خیال ذہن میں آئے اسے نظم کرنا چاہیے۔ نظم کرنے یا مصرع موزوں کرنے کا طریقہ تقطیع کرنے سے خود بہ خود آ جاتا ہے۔

غرض کہ اس طرح پوری غزل کے دوسرے مصرعوں پر نئے مصرع لگانے چاہئیں اور جب اس سے فراغت مل جائے تو ہر ہر مصرع کو پڑھنا چاہیے اور تقطیع کر کے دیکھنا چاہیے کہ وہ بحر پر ٹھیک اترتے ہیں یا نہیں۔ اور موزوں ہیں یا نہیں اگر موزوں نہ ہوں تو الفاظ کے ردوبدل سے انھیں ٹھیک اور موزوں کر لینا چاہیے اور کچھ دنوں تک اسی طرح مشق کرتے رہنا چاہیے۔
جب موزوں کرنے اور مصرع لگانے میں مہارت پیدا ہو جائے تو پورے شعر کہنے کی طرف قدم بڑھانا چاہیے۔

۶۔ قافیے جمع کرنا اور انتخاب کرنا

جب مصرع موزوں کرنے کی اچھی خاصی مشق ہو جائے تو پھر جس بحر میں شعر کہنے ہوں اس کے مطابق سوچ سوچ کر بہت سے قافیے جمع کر لینے چاہئیں۔ پھر ان میں سے ایسے قافیوں کو چھانٹ لینا چاہیے جو شگفتہ اور دل چسپ ہوں۔ اور کسی اچھے خیال یا مضمون کو ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں پھر کسی مناسب مضمون یا خیال کے ساتھ انھیں نظم کر دینا چاہیے۔

۷۔ پہلے دوسرا مصرع کہنا چاہیے پھر پہلا

قافیے کے مناسب حال کوئی خیال یا کوئی مضمون اسی مصرع میں نظم کرنا چاہیے جس میں قافیہ ہو۔ گویا کہ پہلے دوسرا مصرع کہنا یا موزوں کرنا چاہیے پھر اس مصرع کی مناسبت سے اس پر مصرع لگانا چاہیے جو پہلا مصرع ہوگا۔ الغرض شعر کہنے کا قاعدہ یہی ہے کہ پہلے دوسرا مصرع کہا جاتا ہے اور پھر پہلا۔

اگر اس کے خلاف کیا جائے اور پہلے پہلا ہی مصرع کہہ لیا جائے تو دوسرا مصرع لگانا دوبھر ہو جاتا ہے اور اگر لگا بھی لیا جائے تو اس میں وہ چستی اور خوبی نہیں ہوتی جو پہلے مصرع میں ہوتی ہے۔ بلکہ سُست اور بے جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلے دوسرا مصرع کہنا چاہیے۔ اور پھر پہلا اور اسی طرح شعر کہنے کی لگاتار مشق کرتے رہنا چاہیے کچھ دنوں میں بہت سی کمیاں خود بہ خود رفع ہو جائیں گی۔

۸۔ مصرعوں کا باہمی ربط

مضمون کو دونوں مصرعوں میں اس خوبی سے ادا کرنا چاہیے کہ ایک مصرع کا تعلق دوسرے منقطع نہ ہونے پائے اور مضمون آسانی سے پڑھنے والے کی سمجھ میں آجائے بعض اوقات ایک شعر کے دونوں مصرعے بجائے خود موثر اور زوردار ہوتے ہیں لیکن دونوں میں کوئی ربط نہیں ہوتا اور مضمون الجھ کر رہ جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا عیب ہے اور اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

اسکے لیے ایک مناسب تدبیر یہ ہے کہ نثر بنا کر دیکھ لینا چاہیے۔ اگر باہمی ربط قائم کرنے کے لیے نثر میں الفاظ کی ضرورت محسوس ہو تو ردو بدل کر کے اس طرح کر لیا جائے کہ مضمون سمجھ میں آسکے اور دونوں مصرع باہم دست وگریباں ہو جائیں۔

ابتدا میں چوں کہ فکر میں پختگی نہیں ہوتی اور نظر تنقید کمزور ہوتی ہے۔ اس لیے صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔ البتہ یہ کمی استاد کی مدد سے احباب کے مشورے سے اور لگاتار مشق و مطالعہ سے رفع ہو سکتی ہے۔

۹۔شعر کب کہنا چاہیے

شعر کب کہنا چاہیۓ اور کس حالت اور کس کیفیت میں کہنا چاہیۓ ۔اس کے متعلق مختلف خیالات ملتے ہیں۔ان میں سے بہترین خیال یہ ہے کہ جب مطالعہ سے یا کسی اثر سے دل بھر پور ہو جائے اور شعر کہنے کی امنگ دل میں موجیں مارنے لگے تو اسی حالت میں جو کچھ کہا جائے گا چوں کہ اس کا اثر دلوں پر ہوگا اور وہ موثر کلام سمجھا جائے گا۔لہذا یہی حالت شعر کہنے کے لیے سب سے زیادہ موزوں حالت ہے۔

۱۰۔آمد اور آورد

شعروشاعری کی صحبتوں میں آمد اور آورد یہ دونوں لفظ عام طور سے بولے جاتے ہیں ۔ایسے اشعار کو جو بے تکلف اور قدرتی ساخت کے مطابق ہوتے ہیں۔آمد کے شعر کہتے ہیں۔اور جن میں یہ خوبی نہیں ہوتی انھیں آورد کہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی مضمون یا کوئی خیال نظم کیا جاتا ہے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑے سے تامل کے بعد ایسے الفاظ کا چولا اختیار کرلے جو اس کے لیے فطری لباس کہا جا سکے ۔ورنہ اکثر یہ ہوتا ہے خیالات ایسے الفاظ کا لباس ذرا دیر سے اختیار کرتے ہیں۔اور ابتدا میں کوئی نہ کوئی کمی رہ جاتی ہے۔جو غور وفکر اور حک واصلاح سے رفع ہوتی ہے۔

جس خیال کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں زیادہ دیر لگتی ہے اور بار بار حک واصلاح سے کام لیا جاتا ہے۔اور اس کی درستی اور صفائی میں زیادہ کوشش کی جاتی ہے اتنا ہی اس کا اسلوب روزمرہ اور محاورے سے قریب ہوتا ہے۔اور وہ بے تکلف اور فطری اسلوب کے مطابق ہوتا ہے۔اور جتنی صفائی اور درستی میں بے پروائی روا رکھی جاتی ہے اتنا ہی شعر آورد معلوم ہوتا ہے اور دلوں پر کم اثر کرتا ہے۔

لہذا جس قدر ہو سکے صفائی اور درستی میں محنت صرف کرنی چاہیۓ کیوں کہ اسی میں قبول خاطر و لطف سخن کا راز پوشیدہ ہے۔

۱۱۔ مشورہ

یہ چند ابتدائی اصول ہیں جو شعر گوئی میں مددگار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ شعر و ادب کی ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے جو شعر گوئی میں بہترین معاون بلکہ مشعل راہ ثابت ہوگا۔

مضمون نگاری۔ یہ کتاب الفاظ کا انتخاب، الفاظ کا استعمال، خیالات کی ترتیب اور اسلوب بیان سے آگاہی بلکہ شعر کہنے اور مضمون لکھنے میں یکساں مفید اور بہت کارآمد ہے۔

میزانِ سخن۔ اس کا مطالعہ شعر کی خوبیوں اور شعر کی خرابیوں سے آگاہ ہونے کے لیے بہت ہی مفید ہے اور ایک شعر کہنے والے کے لیے اس کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔

مقدمہ شعر و شاعری۔ (خواجہ حالی) یہ اس راہ کے راہ رد کے لیے خضرِ راہ اور بہت زیادہ مفید کتاب ہے۔

بہر حال یہ مختصر معلومات اس باب میں ایک گونہ مفید اور کارآمد ہے۔ اگر شعر گوئی کا شوق رکھنے والے احباب ان قواعد سے کام لیں گے، تو انشاء اللہ انھیں کامیابی نصیب ہوگی۔

Designed by Meher Alam 9899419316

KUTUB KHANA ANJUMAN-E-TARAQQI-E-URDU

4181, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-6 (India)

Ph.:011-23276526

E-mail: kkatu@indiatimes.com

Rs.70/-